تبارک الذی نزل الفرقان علیٰ

ماہنامہ

الفرقان

ربوہ

جون سنہ ۱۹۶۴ء

ن الرحیم

اللہ یجعل لکم فرقاناً

تبلیغی مجلہ

ان

ربوہ

سنہ ۱۹۶

عطاء جالندھری

نجیب راشد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یٰایھا الذین اٰمنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقاناً

تعلیمی، تربیتی اور تبلیغی مجلّہ

ماہنامہ

الفرقان

ربوہ

جون ۱۹۶۴ء

ایڈیٹر:- ابو العطاء جالندھری

مینجر:- عطاء المجیب راشد

سالانہ بدل اشتراک

پاکستان و بھارت ... چھ روپے

دیگر ممالک ..... تیرہ شلنگ

قیمت فی پرچہ ...... باسٹھ پیسے

تاریخ اشاعت:- ہر ماہ کی دس تاریخ

بدلِ اشتراک بنام مینیجر پیشگی آنا چاہیئے!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۱۴ شمارہ ۶	ماہنامہ **الفرقان** ربوہ	محرم و صفر ۱۳۸۴ھ جون ۱۹۶۴ء

فہرست مندرجات

تبصرہ

"ایمان کی باتیں"

جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی رام گلی لاہور نے ایمان کے ارکانِ خمسہ پر نہایت اچھے پیرایہ میں بچوں بچیوں کے لئے یہ رسالہ مرتب فرمایا ہے۔ جناب شیخ صاحب موصوف کو بچوں کی تربیت کے لئے لکھنے کا خاص ڈھنگ آتا ہے۔ یہ رسالہ ان کی اس خصوصیت کا بہترین اظہار ہے۔ رسالہ کی کتابت طباعت دیدہ زیب ہے اور کاغذ بہترین ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ مقرر ہے جو لاگت کے برابر ہے محصولڈاک علاوہ۔ یہ کتاب مصنف کے علاوہ آپ مکتبہ **الفرقان** ربوہ سے بھی طلب فرما سکتے ہیں +

اداریہ

اسلام اور مسیحیت میں اوّلین بنیادی اختلافی مسئلہ

مسیح کی صلیبی موت پر فیصلہ کن تحریری مناظرہ کی دعوت

پادری برکت اللہ صاحب ایم۔ اے کا عاجزانہ جواب اور ہماری طرف سے دعوت کا اعادہ

اسلام اور مسیحیت میں بنیادی اختلاف

مسیحی رسالہ "اخوّت" لاہور (اپریل ۱۹۶۴ء) میں تسلیم کیا گیا ہے کہ:-

"شروع سے اسلام اور مسیحیت میں اختلافی امر مسیح کی صلیب رہا ہے۔" (صفحہ ۱۲)

اس سے ظاہر ہے کہ اسلام اور مسیحیت میں بنیادی متنازع فیہ معاملہ حضرت مسیحؑ کی صلیبی موت کا عقیدہ ہے۔ اور اگر یہ ثابت کر دیا جائے کہ حضرت مسیحؑ صلیب پر فوت نہیں ہوئے تو مسیحیت کا بطلان اظہر من الشمس ہے۔

اسی بناء پر سیدنا حضرت کاسر الصلیب حضرت میرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے نہایت واضح دلائل سے ثابت کر دیا ہے کہ عیسائیوں کا یہ خیال کہ حضرت مسیح صلیب پر فوت ہو گئے تھے اور اس طرح وہ ان کے گناہوں کا کفارہ ہوئے سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ یہ دلائل اتنے زبردست اور واضح ہیں کہ پادری صاحبان ان کا مقابلہ کرنے کی تاب نہیں رکھتے۔ چالیس برس سے ہم خود اس بارے میں صاحب تجربہ ہیں۔ ہندوستان، پاکستان، فلسطین و مصر اور شام کے پادریوں سے گفتگو میں اسے آزما چکے ہیں۔

مسیح کی صلیبی موت پر مناظرہ کی دعوت

دو سال پیشتر کی بات ہے کہ عیسائیوں کے مشہور پادری عبدالحق صاحب چنڈی گڑھ بھارت سے پاکستان آئے۔ ان سے مختصر زبانی گفتگو کے بعد پہلے الوہیت مسیحؑ کے موضوع پر تحریری مناظرہ قرار پایا۔ مگر انہوں نے دوسرے پرچے کے بعد ہی لاجواب ہو کر مناظرہ بند کر دیا۔ بالآخر ہم نے فریقین کے دو دو پرچے ہی "تحریری مناظرہ" کے عنوان سے بصورت کتاب طبع کر کے شائع کر دیئے

پھر ہم نے جناب پادری عبدالحق صاحب اور دوسرے پادریوں کو کھلی دعوت دی کہ وہ حضرت مسیحؑ کی صلیبی موت کے موضوع پر تحریری مناظرہ کر لیں۔ بار بار کے اعلان سے تنگ آ کر گوجرانوالہ کے ایک پادری الیاس صاحب نے آمادگی کا اظہار کیا مگر ہمارے پہلے پرچہ کو ہی دیکھ کر عاجز آ گئے اور مباحثہ شروع کرنے سے انکار کر دیا۔ ہم نے اپنا وہ پرچہ بھی

الفرقان دسمبر ۱۹۶۳ء میں شائع کر دیا مگر کسی عیسائی پادری کو آج تک ان دلائل کا جواب دینے کی ہمت نہیں ہوئی۔

سرگودھا کے ایک عیسائی عنایت مسیح صاحب نے لکھا تھا کہ اگر آپ واقعی حضرت مسیح کی صلیبی موت وغیرہ کے بارے میں علمی طور پر مناظرہ کرنا چاہتے ہیں تو ہمارے فاضل پادری برکت اللہ صاحب ایم۔ اے کو کیوں مخاطب نہیں کرتے۔ اس پر ہم نے جناب عنایت مسیح صاحب کا مکتوب الفرقان فروری ۱۹۶۴ء میں شائع کر دیا اور الفرقان کا وہ نمبر جناب پادری برکت اللہ صاحب کے نام بھارت کے پتہ پر بصیغہ رجسٹری بھجوا دیا۔

پادری برکت اللہ صاحب کا عاجزانہ جواب

اب رسالہ "اخوت" لاہور کے "قادیانیت نمبر" (اپریل ۱۹۶۴ء) میں صفحہ ۲ پر پادری برکت اللہ صاحب ایم۔ اے کا جواب زیر عنوان **"مولوی ابوالعطاء احمدی صاحب کے چیلنج اور کلیسیا کا احساسِ کمتری"** شائع ہوا ہے۔ جسے ہم من وعن درج ذیل کرتے ہیں۔ پادری صاحب موصوف لکھتے ہیں:-

"جناب ایڈیٹر صاحب رسالہ "اخوت" لاہور

تسلیم۔ سرگودھا کے عنایت مسیح صاحب نے ۲۰ جنوری کے رسالہ احمدی مولوی ابوالعطاء صاحب کو لکھا کہ یہاں کا کوئی بھی پادری آپ کے علم کے برابر کا نہیں ہے آپ اپنے برابر کے پادریوں سے کیوں ٹکر نہیں لیتے۔ آپ کو اس موضوع پر یعنی واقعہ صلیب پر یا کسی اور مضمون پر مناظرہ کرنے کی ہمت ہے تو برکت اللہ صاحب ایم۔ اے کی طرف رُخ کریں۔ پھر دیکھیں کہ احمدیت کی دھجیاں کیسے اُڑتی ہیں۔۔۔۔"

میں عنایت مسیح صاحب کا ان الفاظ کے لئے ممنون ہوں لیکن میں جانتا ہوں کہ اب خود اُن کے ملک میں خدا کے فضل سے مجھ ایسے ہیچمدان سے بڑھ چڑھ کر عالم موجود ہیں جو نہ صرف مولوی صاحب مذکور کو بلکہ اُن سے بدرجہا بہتر اور قابل علماء کو نہایت کامیابی سے جواب باصواب دے سکتے ہیں۔

میں بڑے ادب سے کلیسیا کے شرکاء سے عموماً اور عنایت مسیح صاحب سے خصوصاً عرض کرتا ہوں کہ اب احساسِ کمتری کا زمانہ نہیں رہا۔ جب تک پردیسی مشنری کلیسیاؤں کے سربراہ رہے وہ مناظروں سے جہاں تک ہو سکا گریز ہی کرتے رہے۔ کیونکہ وہ نہ تو اسلام سے واقف تھے اور نہ احمدیت کے اصولوں کو جانتے تھے اور خود احساسِ کمتری کا شکار تھے۔ اس گریز کی وجہ سے کلیسیاؤں میں بھی احساسِ کمتری پیدا ہو گیا تھا جو وہ وراثت کے طور پر کلیسیا کو دے کر چلے گئے ہیں یا چلے جا رہے ہیں۔ تاہم اُس زمانہ میں بھی "خدا نے دنیا کے بیوقوفوں کو چن لیا تاکہ حکیموں کو شرمندہ کرے۔ اُس نے دنیا کے کمزوروں کو چن لیا کہ زور آوروں کو شرمندہ کرے۔ خدا نے دنیا کے کمینوں اور حقیروں کو بلکہ بے وجودوں کو چن لیا تاکہ وجود والوں کو نیست کرے۔"

(۱۔ کرنتھیوں ۱: ۲۷-۲۸)

پس احساسِ کمتری کو اپنے نزدیک پھٹکنے نہ دو کیونکہ فی زمانہ یہ ابلیس کا منصوبہ ہے بلکہ خداوند میں

اور اُس کی قدرت کے زور میں مضبوط بنو۔ خدا کے سب
ہتھیار باندھ لو تاکہ تم ابلیس کے منصوبوں کے مقابلہ میں
قائم رہ سکو۔"

مناظرہ مذکورہ کا تعلق مولوی ابوالعطاء صاحب
اور پادری عبدالحق صاحب سے تھا۔ پادری صاحب
موصوف "فاتح قادیان" ہیں اور مولوی صاحب
سے ایسی اچھی طرح نپٹ سکتے ہیں کہ میرے جیسے شخص
کو بیچ میں دخل دینے کی مطلق ضرورت باقی نہیں رہتی۔

احقر العباد

۲۸ چرچ سٹریٹ میرٹھ چھاؤنی ہندوستان　　برکت اللہ"

صلیبی موت پر فیصلہ کن تحریری مناظرہ کی دعوت کا اعادہ

میں سمجھتا ہوں کہ جناب پادری برکت اللہ صاحب کے
بارے میں بھی پاکستانی عیسائی صاحبان کو جو غلط فہمی تھی وہ انکے
اس جواب سے دُور ہو جائے گی۔ پادری عبدالحق صاحب کے
مناظرہ کا نمونہ ان کے پرچہ جات مطبوعہ "تحریری مناظرہ" سے
عیاں ہے۔ وہ گالی گلوچ اور ذاتی حملہ میں طاق نظر آتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ دے کہ عقائد و مسائل ٹھنڈے دل سے
اور دلائل کے رُو سے حل ہؤا کرتے ہیں۔ پادری برکت اللہ
صاحب کلیسیا کو "احساس کمتری" کا شکار قرار دینے میں
حق بجانب ہیں مگر سوال تو یہ ہے کہ پاکستان اور
ہندوستان بھر میں کونسا ایسا پادری ہے جو
دلائل کے رُو سے حضرت مسیح کی صلیبی موت
پر محققانہ انداز میں تحریری مناظرہ کر سکتا ہے؟
اگر کوئی نہیں اور ہرگز نہیں تو محض عیسائیوں کو یہ کہہ دینے
سے کیا بن سکتا ہے کہ "احساس کمتری کو اپنے نزدیک
پھٹکنے نہ دو"؟

بالآخر ہم پھر درخواست کرتے ہیں کہ جب "شروع
سے اسلام اور مسیحیت میں اختلافی امر مسیح کی صلیب رہا
ہے" تو پادری صاحبان نہایت سنجیدگی سے اس دعوت
کو قبول کیوں نہیں فرماتے کہ اس موضوع پر تحریری فیصلہ کن
مناظرہ ہو جائے جس میں دونوں طرف کے دلائل و اعتراضات
جمع ہو کر پبلک میں شائع ہو جائیں؟۔ بھائیو! یہ مذہب کا معاملہ
ہے۔ ہم سب نے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے۔ آئیے
اس بنیادی اختلاف کا علمی، تاریخی اور مذہبی دلائل سے
فیصلہ کریں۔ کیا کوئی پادری صاحب خلوص نیت
سے اس میدان میں اُتریں گے؟

قرآنی اصل لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْن

بھارت کی اسلامی جماعت کے ایک عالم مولوی ابو محمد
امام الدین صاحب مدیر انوار اسلام رام نگر بنارس لکھتے ہیں:۔

"قرآن چاہتا ہے کہ لوگ اسکی تعلیم کو مان کر خیر و فلاح
سے بہرہ ور ہوں لیکن وہ اس کیلئے کسی کو مجبور نہیں کرتا۔ اسکا
عام اصول ہے کہ لا اکراہ فی الدین دین کے بارے میں کوئی
جبر نہیں۔ وہ اسلامی حکومت کو بھی اس کا حق نہیں دیتا کہ وہ
اپنی غیر مسلم رعایا کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کرے۔ قرآن کی
رُو سے ایسا مسلمان مسلمان ہی نہیں جو جبر و اکراہ سے اسلام
قبول کرے۔" (انوار اسلام۔ جون ۱۹۶۳ء صفحہ ۶)

الفرقان:۔ کیا پاکستان کی اسلامی جماعت کے افراد
بھی اس تفسیر سے متفق ہیں؟

عیسائی رسالہ "اخوت" کے قادیانیت نمبر پر تبصرہ

عیسائیوں کے جملہ اعتراضات کے جواب

(۱) اکتوبر، نومبر ۱۹۶۲ء کا الفرقان بطور "عیسائیت نمبر" شائع ہوا تھا جس میں اسلام اور عیسائیت کا موازنہ، بائبل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح بشارت، عیسائیت کا مسئلہ کفارہ، موجودہ عیسائیت عقل کی کسوٹی پر، بائبل کی الہامی حیثیت، عمانوایل کا مصداق کون ہے؟، پولوس موجودہ عیسائیت کا بانی، آخر توحید کی فتح ہوگی، کسر صلیب کے لئے کامیاب ترین قرآنی حربہ، اور ایسے ہی دیگر اہم عنوانات پر تردید مسیحیت میں مدلل اور ٹھوس مقالات شائع ہوئے تھے۔ یہ خاص نمبر سو صفحات پر مشتمل ہے

(۲) مسیحی رسالہ اخوت لاہور نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ الفرقان کے عیسائیت نمبر کے جواب میں **قادیانیت** نمبر شائع کرے گا۔ دلائل کا مقابلہ دلائل سے کرنے میں کوئی ہرج نہیں۔ مگر ہوا کیا؟ پورے **ڈیڑھ سال** کے بعد اخوت نے اپریل ۶۳ء میں یہ نمبر نکالا ہے مگر اس میں ایک مضمون بھی ہمارے عیسائیت نمبر کے جواب میں نہیں ہے۔ بلکہ حیرت تو یہ ہے کہ کسی مضمون نگار کو ہمارے نمبر کے کسی اعتراض کا جواب یا کسی دلیل کی تردید کرنے کی جرأت تک نہیں ہوئی۔

اخوت کے خاص نمبر کے مضامین کے عنوان یہ ہیں:۔

"مسیحی نقطۂ نگاہ سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مثیل مسیح نہیں تھے۔ اسمہٗ احمد اور اسلامی اور احمدی تاویلات، مرزا جی کے تین شاگرد، مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود نہیں تھے، مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی، اپنے فرمودات کے رو سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مثیل مسیح نہیں تھے، گذارش، حوالہ و نفی مرزا صاحب قادیانی اور ان کی غلط بیانی، حکومت عالیہ سے پریس ایکٹ کو حرکت میں لانے کی اپیل، ہمارا پیغام بجواب ایسٹر کا پیغام پر قیل و قال"۔

اب کوئی منصف مزاج انسان بتائے کہ ان مضامین کو الفرقان کے عیسائیت نمبر کا جواب قرار دینا کہاں تک روا ہے؟

(۳) مدیر اخوت کو خود اپنی بے بسی کا اعتراف ہے وہ "گذارش" میں لکھتے ہیں:۔

"جن اصحاب نے لکھنے کا وعدہ کر رکھا تھا وہ نرا وعدہ ہی رہا اور اس کے ایفاء کی نوبت نہ آئی۔ بہرحال جیسا بھی ہو سکا یہ خاص نمبر نذرِ قارئین ہے۔ اس سے فائدہ

اٹھائیں۔ کم از کم ان مضامین سے مرزا صاحب کے دعاوی کا ابطال تو ثابت ہے۔ بالخصوص جناب محمد عبداللہ صاحب معمار امرتسری مرحوم کے دو مضامین سے جناب مرزا کے دعویٰ مسیحائی اور سری نگر میں محلہ خان یار میں واقع یوز آسف کی قبر کو خداوند مسیح کی قبر بتانے کی تو ایسی قلعی کھولی گئی ہے کہ مرزائیت کی عمارت دھڑام سے زمین پر آ رہی ہے ایسی کہ اب کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے۔ یہ بھی فضلِ ربی سے ہوا کہ عین وقت پر یہ دو مضمون ہاتھ لگے۔"

اس بیان میں مدیر اخوت کو تسلیم کرنا پڑا ہے کہ اس کے اس نمبر کو الفرقان کے عیسائیت نمبر کا جواب کہنا سراسر غلط ہے کیونکہ عیسائیت نمبر کے ٹھوس مقالات کا جواب لکھنے کا جن پادریوں نے وعدہ کیا تھا وہ کچھ نہ لکھ سکے۔ اسلئے مدیر اخوت کو بھرتی کے مضامین سے یہ نمبر بھرنا پڑا۔ اور وہ اسے بھی بسا غنیمت سمجھتے ہیں کہ انہیں عین وقت پر اکتوبر ۳۲ء اور نومبر ۳۲ء کے غیر احمدی رسالہ مرقع قادیانی سے دو مضمون نقل کرنے کے لئے مل گئے۔ پادری صاحب نے اپنی پریشانی کے عالم میں دونوں مضمون "عبداللہ صاحب معمار مرحوم" کے قرار دے دیئے ہیں حالانکہ ایک مضمون کے اوپر اُن کے اپنے اخبار میں "بقلم جناب حبیب اللہ کلرک دفتر نہر" لکھا ہوا ہے۔ ان "مرحومین" کے ان تیس ۳۲ سالہ بوسیدہ مضامین کو جن کے جماعت احمدیہ کی طرف سے بارہا جواب دیئے جا چکے ہیں پادری صاحب کا "فضلِ ربی" قرار دے کر اپنے خاص نمبر میں شائع کرنا ان کی لاچاری اور بے بسی کی منہ بولتی تصویر ہے۔ اگر بارہ صفحے پُر کرنے کے لئے اتنی پریشانی درپیش تھی تو الفرقان کے عیسائیت نمبر کے جواب میں خاص نمبر نکالنے کے لئے آپ کو کس حکیم نے مجبور کیا تھا۔

(۴) آیئے اب ہم جملہ مضامین پر مختصر تبصرہ کریں۔ مسٹر پال ارنسٹ صاحب کا یہ کہنا کہ مسیحی نقطۂ نگاہ سے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مثیلِ مسیح نہیں کیونکہ مسیح ناصری اسرائیلی تھے مسیح موعود اسرائیلی نہ تھے وغیرہ بالکل سطحی باتیں ہیں۔ مسیح ناصری جس طرح سلسلہ موسوی میں شریعتِ موسوی کی ترویج کے لئے درویشی کے لباس میں خدا کی طرف سے آئے تھے اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ سلسلہ محمدی میں شریعتِ محمدیہ کی ترویج کے لئے درویشی کے لباس میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں۔ مشن، طریق کار اور روحانی اقدار میں مثیل ہونا مراد ہوتا ہے نہ کہ جسمانی رنگ میں، یا عیسائیوں کے غلط نظریات و عقائد کے لحاظ سے۔ دوسرے صفحہ پر پہلے پادری برکت اللہ صاحب ایم۔ اے کی چٹھی شائع ہوئی ہے جس میں انہوں نے کلیسیا کے احساسِ کمتری کا رونا رویا ہے (اس کے جواب میں اداریہ ملاحظہ فرمائیں) اسی صفحہ پر اسمہٗ احمد کے عنوان پر بھی ایک نوٹ ہے جس میں مدیر اخوت نے ہمارے فاضل نامہ نگار شیخ عبدالقادر صاحب کے متعلق کہا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بانیٔ احمدیت کی کتابوں کا مطالعہ نہیں کرتے۔ خود مدیر صاحب کا یہ حال ہے کہ حقیقۃ النبوۃ کو حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی کتاب قرار دے رہے ہیں۔ آپ نے

اعتراض یہ کیا ہے کہ آپ کے سلسلہ کے بانی نے تو اسمہٗ احمد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیم نہیں کیا۔ سو جواباً پادری صاحب کی آگاہی کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صرف ایک حوالہ پیش کرتا ہوں۔ حضورؑ تحریر فرماتے ہیں:-

"اس آیت (اسمہٗ احمد) کے یہی معنے ہیں کہ مہدی موعود جس کا نام آسمان پر مجازی طور پر احمد ہے جب مبعوث ہوگا تو اس وقت وہ نبی کریم جو حقیقی طور پر اس نام کا مصداق ہے اس مجازی احمد کے پیرایہ میں ہو کر اپنی جمالی تجلی ظاہر فرمائے گا۔" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۵۶)

پس پادری نجم الدین صاحب کو کسی تضاد و تناقض کے مخمصے میں پڑنے کی ضرورت نہیں وہ صرف مجازی اور حقیقی طور کو سمجھ لیں۔

(۵) تیسرے صفحہ پر ماسٹر برکت اے خان سیالکوٹ نے اس سوال کا جواب دینے کی کوشش کی ہے کہ "یسوع مسیح کی تعلیم کا اس کے شاگردوں پر کیا اثر ہوا کہ پطرس نے مسیح کا انکار کیا اور یہودا اسکریوطی نے اس کو پکڑوا دیا؟" ماسٹر صاحب نے ڈاکٹر عبدالحکیم خان، بابو الٰہی بخش اور چراغ الدین جمونی کو پیش کر کے کہا ہے کہ یہ بھی تو مرزا صاحب سے منحرف ہو گئے تھے بلکہ مخالف ہو گئے تھے۔ گزارش ہے کہ انبیاء سے ارتداد اختیار کرنے والے تو ہوتے رہے ہیں مگر وہ جنہیں تخت پر بیٹھ کر بنی اسرائیل سے انصاف کرنے والے بتایا جائے (متی $\frac{19}{20}$) کیا وہ تیس روپے لیکر "استاد" کو پکڑوا دیا کرتے ہیں یا اس کا لعنت کے ساتھ انکار کر دیا کرتے ہیں؟ ایک دو کی بات نہیں بلکہ بارہ کے بارہ چنے ہوئے حواریوں کے متعلق لکھا ہے:-

"سارے شاگرد اسے چھوڑ کر بھاگ گئے۔" (متی $\frac{26}{56}$)

کیا اس کی مثال سوائے مسیح کے کسی نبی میں پائی گئی ہے؟ ماسٹر صاحب کو شاید بھول گیا کہ احمدیوں نے تو ہندوستان، کابل اور دوسرے ملکوں میں اپنے خونوں سے مسیح موعودؑ کی صداقت پر مہر کی ہے۔ ماسٹر صاحب سوچ کر جواب دیں۔

(۶) ماسٹر صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ "قدیمی اہل اسلام نے مغربی ممالک میں اسلام کی جو تصویر اور تعلیم پیش کر رکھی ہے اس بدلتی ہوئی دنیا میں اس کی صفائی اور وکالت کے لئے احمدی مبلغ مغربی ممالک میں ضرور پہنچ گئے ہیں۔" (صہ ۳) ماسٹر صاحب از روئے قرآن مجید "حضرت مسیح موعود کے دعویٰ کی صداقت پوچھتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا ماسٹر صاحب عیسائیت چھوڑ کر مسلمان ہو چکے ہیں؟

(۷) چوتھے صفحہ پر پھر پال ارنسٹ صاحب کا مضمون ہے کہ "مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود نہیں تھے"۔ پال صاحب لکھتے ہیں کہ مرزا صاحب کا ایلیاہ کی بجائے یوحنا کے آنے کو اس بات کے لئے نظیر پیش کرنا کہ دوبارہ آمد کا وعدہ مثیل کی آمد سے پورا ہوا کرتا ہے درست نہیں کیونکہ "مرزا صاحب کی ایک نظیر سے قاعدہ کلیہ نہیں بن جاتا کہ دوبارہ آنے والے سے

اس کے مثیل کا آنا ہی مراد ہوتا ہے"۔ مگر پال صاحب یہ تو بتلائیں کہ ایلیا کی آمد ثانی کے وعدہ کے سوا یہودی صحیفوں میں اور کس کی دوسری آمد کا وعدہ تھا؟ اگر ایک ہی وعدہ ہے تو پھر تو قاعدہ سو فیصدی درست ہے۔ پال صاحب کا خیال ہے کہ ایلیا کی کامل آمد پھر ہوگی۔ جب مسیح ناصری آسمان سے اُترے گا مگر یہ تو وہی یہودیوں کا پُرانا خیال تھا جسے حضرت مسیح نے ردّ کر دیا تھا اور فرمایا کہ :-

(۱) "چاہو تو مانو ایلیاہ جو آنے والا تھا یہی ہے۔ جس کے کان سُننے کے ہوں وہ سُن لے"۔ (متی ۱۱/۱۴-۱۵)

(۲) "مَیں تم سے کہتا ہوں کہ ایلیاہ تو آ چکا اور انہوں نے اس کو نہیں پہچانا"۔ (متی ۱۷/۱۲)

(۳) "میں تم سے کہتا ہوں کہ ایلیاہ تو آ چکا اور جیسا کہ اس کے حق میں لکھا ہوا ہے انہوں نے جو کچھ چاہا اس کے ساتھ کیا"۔ (مرقس ۹/۱۳)

پس اب ایلیاہ کے آسمان سے اُترنے کے وہم میں عیسائیوں کو مبتلا نہ ہونا چاہیئے ورنہ وہ اپنے قول سے یہود کے حق میں ڈگری دینے والے قرار پائیں گے۔

(۸) باقی رہا یہ خیال کہ جس طرح ایلیاہ آسمان پر زندہ گئے تھے اسی طرح مسیح کا بھی آسمان پر زندہ جانا تو کم از کم تسلیم کر لیا جائے ـــــ تو جواباً عرض ہے کہ اگر آمد ثانی کو مثیل کی صورت میں مان لیا جائے تو اس خوش خیالی سے چنداں فرق نہیں پڑتا مگر یہ نظریہ ہے بے بنیاد کیونکہ حضرت مسیح نے جسمانی طور پر آسمان پر جانے یا وہاں سے آنے کی سرے سے نفی کر دی ہے۔ فرمایا:-

"آسمان پر کوئی نہیں چڑھا سوا اس کے جو آسمان سے اُترا"۔ (یوحنا ۳/۱۳)

پس استعاروں کو حقیقت پر محمول کر کے مسیحی بھائیوں کو وہی ٹھوکر نہیں کھانی چاہیئے جو دو ہزار برس سے یہودی کھا رہے ہیں۔

پال صاحب لکھتے ہیں "انجیل مقدس میں کہیں اشارہ تک نہیں کہ مسیح کے دوبارہ آنے سے کسی اور کا آنا مراد ہے"۔ اگر عیسائی دوست اشاروں کو سمجھنے کی اہلیت رکھتے ہیں تو لیجئے ایک واضح اشارہ تو ہم ابھی بتا دیتے ہیں۔ حضرت مسیح نے فرمایا :-

"مَیں تم سے کہتا ہوں کہ اب سے مجھے پھر ہرگز نہ دیکھو گے جب تک کہو گے کہ مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام پر آتا ہے"۔ (متی ۲۳/۳۹)

پس مسیح کی آمد ثانی اُن کے اپنے وجود میں نہیں ہے بلکہ اُن کے نام پر آنے والے کے وجود میں ہے۔ کیا یہ اشارہ کافی نہیں ہے؟

(۹) پال صاحب مشہور نصیحت ع تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو، کو نظر انداز کرتے ہوئے قرآن پاک کے حوالہ سے پوچھتے ہیں کہ "محض مسیح کے لئے کیوں آیا ہے کہ اللہ نے اس کو اپنی طرف اٹھا لیا؟" جناب یہ اسی طرح ہے جس طرح حضرت سلیمان پر یہود نے کفر و شرک کا

الزام لگایا تو قرآن مجید نے فرمایا وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ ۔ کہ سلیمانؑ نے ہرگز کفر نہ کیا تھا۔ حضرت مریمؑ کو یہود نے بدکار ٹھہرایا قرآن نے فرمایا وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ حضرت مریمؑ پاک عورت تھیں۔ اسی طرح یہود اور نصاریٰ نے حضرت مسیحؑ کی رفعت روحانی کا انکار کر کے انہیں ملعون ٹھہرایا اللہ تعالےٰ نے فرمایا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کہ مسیحؑ ملعون نہ تھے بلکہ مرفوع تھے۔

پادری صاحب سورۃ مائدہ ع ۳ آیت ۱۷ کا ترجمہ کرتے ہیں کہ "اگر وہ چاہے تو مسیح بن مریم اور اس کی ماں اور ان سب لوگوں کو جو روئے زمین پر ہیں ہلاک کر دے۔" اور پھر کہتے ہیں کہ یک نہ شد دو شد۔ نہ صرف مسیح زندہ ہیں بلکہ از روئے قرآن مجید حضرت مریم بھی زندہ ہیں۔ مگر ہمیں تعجب ہے کہ پادری صاحب کو پھر نزول قرآن سے لیکر آج تک کے روئے زمین کے سب لوگوں کے زندہ ماننے میں کیا عذر ہے؟ پادری صاحب سمجھے نہیں "اہلاک" کے معنے عذاب دینے کے ہیں۔ فرمایا کہ سب لوگ مسیح ہو، مریم ہو یا اور لوگ ہوں سب خدا کے قبضۂ اقتدار میں ہیں خدا نہیں ہیں اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو انہیں بھی عذاب دے سکتا۔ ایسے جملے اللہ تعالیٰ کی قدرتِ مطلقہ کے اثبات کیلئے ہوتے ہیں۔

(۱۰) پال صاحب "حدیث شریف" سے مسیح کے آسمان پر جانے کی بجائے اترنے کو امام البیہقی کی کتاب کے حوالہ سے ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں "چونکہ اسلامی عقیدہ کے مطابق مسیح آسمان سے آکر اسلامی اُمت میں ہوگا اسلئے اس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔" (ص۵)

البیہقی کی روایت کمزور ہے اور حجت نہیں مگر عیسائی پادری کے لئے اسے سمجھنا مشکل نہیں۔ بات یہ ہے کہ جس طرح یوحنا بن زکریا کو ایلیاہ قرار دیکر اُسے آسمان سے آنے والا ٹھہرایا گیا تھا اسی طرح مسلمانوں میں سے ان کے امام کو عیسیٰ بن مریم قرار دیکر اسے آسمان سے اُترنے والا ٹھہرایا گیا ہے وبس۔ اور آسمان سے اُترنے کے معنے انجیل میں مامور ہونے کے درج ہیں۔

(۱۱) مسٹر طفیل مسیح لکھتے ہیں "زمانہ کے تغیر و تبدل میں ہمارا ذخیرۂ کتب نذرِ آتش ہو گیا اور ہم خانہ بدوش ہو گئے۔ بوجہ خانہ بدوشی کے قلم کو جنبش دینے سے قاصر رہے ہیں۔" (ص۵) پھر آپ کو اب کیا مجبوری پیش آگئی کہ خواہ مخواہ قلم کو جنبش دینے پر اتر آئے؟ یہ صاحب کتنے بے علم ہیں اس کا اندازہ اس سے لگالیں کہ حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کی طرف "کتاب بیان" منسوب کرتے ہیں، مرزا سلطان احمد صاحب کو تحصیلدار سدا کن پٹی" لکھتے ہیں اور مولوی ثناء اللہ امرتسری سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا "مناظرہ حیدرآباد" ہونا بتلاتے ہیں انہوں نے ایک کالم کے نوٹ میں غلط بیانیوں کے انبار کے ضمن میں غالباً اخبار اہلحدیث کا ایڈیٹر اور پادری عبدالحق صاحب کے متعلق یہ فقرہ ہی درست نقل فرمایا ہے کہ "قادیان میں خلیفہ کے در دولت پر

دو خنزیر برائے مناظرہ تشریف لے گئے"، ہمیں اسکی تردید کی ضرورت نہیں۔

(۱۲) فوت شدہ منشی عبد اللہ صاحب معمار اور منشی حبیب اللہ صاحب کلارک نہر کے بوسیدہ مضامین کو ہم عیسائیوں کے مضمون نہیں سمجھتے۔ انہیں تو پادری نجم الدین صاحب نے محض خالی جگہ پُر کرنے کے لئے شامل اشاعت فرما لیا ہے۔ نیز ۱۹۳۲ء کے ان پُرانے مضامین کے جوابات ہماری طرف سے کئی بار دیئے جا چکے ہیں اسلئے ان پر اس تبصرہ میں کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں ہاں اگر کوئی عیسائی پادری حضرت مسیح کی صلیبی موت اور ان کی قبر کشمیر کے موضوع پر یا صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر از روئے بائیبل ہم سے تحریری مناظرہ کرنا چاہے تو ہماری طرف سے عام دعوت ہے۔ اعتراض تو یہودی آج تک بھی حضرت مسیح پر کر رہے ہیں۔ منکرین اعتراض کیا ہی کرتے ہیں سوال اصولی اور مدلل گفتگو کا ہے۔

(۱۳) پادری روشن خان صاحب کی "گذارش احوال واقعی" میں روزنامہ شہباز پشاور کے ایک مضمون کا جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ پادری صاحب نے "عبرانیوں کے خط کو الہامی" مانتے ہوئے عبرانیوں ۵ کا یہ مطلب بتلایا ہے کہ حضرت مسیح نے "غشی کی موت سے بچنے کے لئے دعا کی تھی جو سُنی گئی۔ اس خیال کی بنیاد انہوں نے اپنے اس بیان پر رکھی ہے کہ:-

"صلیب وہ چیز ہے جس پر انسان ہوش میں نہیں رہ سکتا ہے۔ ایک انسان صلیب پر جکڑے جاتے ہوئے ہی درد اور دکھ کی وجہ سے عالم بے ہوشی میں چلا جاتا ہے۔"

(اخوت صٓ)

پادری صاحب کی یہ تاویل کمزور تنکے کا سہارا بھی ثابت نہیں ہوتی کیونکہ اوّل تو عبرانیوں کی عبارت اس کی متحمل نہیں۔ وہاں یہ الفاظ ہیں:-

"اس نے اپنی بشریت کے دنوں میں زور زور سے پکار کر اور آنسو بہا بہا کر اسی سے دعائیں اور التجائیں کیں جو اس کو موت سے بچا سکتا تھا اور خدا ترسی کے سبب اسکی سُنی گئی۔"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح نے **موت سے بچنے** کے لئے آہ وزاری سے دعا کی تھی اور اس کی یہ دعا مقبول ہوئی۔ اگر مسیح کی موت صلیب پر ہو جائے تو ماننا پڑے گا کہ مسیح کی دعا قبول نہیں ہوئی۔ یہ کہنا کہ مسیح صلیب پر مر تو گئے مگر مقام شکر ہے کہ ان پر مرنے سے پہلے غشی نہیں ہوئی یہ تو اس سادہ لوح کی سی بات ہے جس کا ایک رشتہ دار تیر لگنے سے مر گیا تھا اس نے دیکھ کر کہا کہ یہ مر تو گیا ہے مگر شکر ہے کہ اس کی آنکھ تیر کی زد سے بچ گئی ہے۔ کیا پادری صاحب کو معلوم نہیں کہ بائیبل نے صلیبی موت کو لعنتی موت قرار دیا ہے۔ اس میں پہلے غشی ہونے یا نہ ہونے کا کوئی ذکر نہیں۔ دوسرے یہ بھی یاد رہے کہ پادری صاحب نے اپنے جس بیان پر اس تاویل کی بنیاد رکھی ہے وہ واقعۃً بھی سراسر غلط ہے۔ اُس زمانہ کی صلیب ہرگز ایسی نہ ہوتی

نہی کہ صلیب پر لٹکنے والے پر فوراً غشی طاری ہو جاتی ہو۔ پڑھئے لکھا ہے کہ:-

(الف) "اسی طرح ڈاکو بھی جو اس کے ساتھ صلیب پر چڑھائے گئے تھے اس پر لعن طعن کرتے تھے۔" (متی ۲۷/۴۴)

(ب) "جو اس کے ساتھ صلیب پر چڑھائے گئے وہ اس پر لعن طعن کرتے تھے۔" (مرقس ۱۵/۳۲)

(ج) "وہاں انہوں نے اس کو اور اس کے ساتھ اور دو شخصوں کو صلیب دی ایک کو ادھر ایک کو اُدھر اور یسوع کو بیچ میں۔" (یوحنا ۱۹/۱۸)

(د) "پھر جو بدکار صلیب پر لٹکائے گئے تھے ان میں سے ایک اسے یوں طعنہ دینے لگا کہ کیا تو مسیح نہیں؟ تو اپنے آپ کو اور ہم کو بچا۔ مگر دوسرے نے اسے جھڑک کر جواب دیا کیا تو خدا سے بھی نہیں ڈرتا حالانکہ اسی سزا میں گرفتار ہے۔ اور ہماری سزا تو واجبی ہے کیونکہ اپنے کاموں کا بدلہ پا رہے ہیں لیکن اس نے کوئی بے جا کام نہیں کیا۔ پھر اس نے کہا اے یسوع جب تو اپنی بادشاہت میں آئے تو مجھے یاد کرنا۔ اس نے اس سے کہا میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ آج ہی تو میرے ساتھ فردوس میں ہوگا۔" (لوقا ۲۳/۳۹-۴۳)

چاروں انجیل نویسوں کے ان بیانات میں شدید اختلاف ہے اور یہ خود تحریف بائیبل کا ایک کھلا ثبوت ہے مگر وہ چاروں کے چاروں پادری روشن خان صاحب کے اس بیان کو بہر حال جھٹلا رہے ہیں کہ "صلیب وہ چیز ہے جس میں انسان ہوش میں نہیں رہ سکتا۔"

(۱۴) ایک عیسائی چوہدری فیروز خان صاحب تارڑ نے اپنے مضمون "حکومت عالیہ سے پریس ایکٹ کو حرکت میں لانے کی اپیل" میں تسلیم کیا ہے کہ:-

"مرزا غلام احمد صاحب نے فضیلت اسلام کو ثابت کرنے کا بیڑا اٹھایا چنانچہ انہوں نے اپنے حریف یعنی مسیحیت کی تردید میں کئی ایک کتابیں اور رسالے لکھے۔" (صـ۱۱)

چونکہ عیسائی صاحبان کو فضیلتِ اسلام کا ثابت کیا جانا ناگوار ہے اسلئے فیروز خاں صاحب نے گورنمنٹ سے درخواست کی ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" دوبارہ ضبط کر لے۔

عیسائی صاحبان "ایسی تحریک" کر کے خود دوسرے لوگوں کیلئے دروازہ کھولتے ہیں کہ وہ بھی بائیبل کے ان حصوں کو ضبط کرنے کی "اپیل" کریں جن میں مقدس انبیاء پر نہایت گندے الزام لگائے گئے ہیں اور غیر مسیحی لوگوں کو سُوَر اور کتے قرار دیا گیا ہے۔ جس سے عام شرفاء اور مسلمانوں کو خاص طور پر سخت تکلیف ہوتی ہے مذہبی عقائد پر دلائل سے متانت کے ساتھ بحث کرنیوالی

کتابوں کو ضبط کرنے کی تحریک تحقیق اور تبلیغ کے راستہ کو بند کرنے کے مترادف ہے۔

(۱۵) رسالہ اخوت کے اس خاص نمبر میں آخری مضمون جناب پادری الیاس صاحب کی "قیل و قال" ہے جو حسب دستور بے ربط اور بے جوڑ ہے۔ ہاں آپ نے اپنی "ضرورت" اپنے مخاطب پر ان الفاظ میں ظاہر کی ہے لکھتے ہیں:-

"مجھے تو جواب کی ضرورت ہے اور اس تحقیق و تفتیش کی کہ کہاں تک آپ مسیح کے صلیب پر نہ مرنے کے ٹھوس دلائل پیش کرنے کے اہل ہیں۔" (صہ ۱۲)

پادری صاحب نے اپنی اس پرانی خط و کتابت میں جو کسی دوست کے ساتھ کی تھی اور جسے اب شائع کر رہے ہیں جس "ضرورت" کا اظہار کیا ہے ہم ان کی اس ضرورت کو پورا کر چکے ہیں جبکہ ہم نے صلیبی موت کے موضوع پر دس ٹھوس دلائل سے ثابت کر دیا کہ مسیح صلیب پر نہیں مرے تھے۔ ہمارے اس پہلے پرچہ کو پڑھ کر پادری الیاس صاحب گھبرا گئے اور تحریری مناظرہ کو جاری رکھنے سے منکر ہو گئے تھے۔ ہم نے یہ دلائل الفرقان دسمبر ۱۹۶۳ء میں شائع کر دیئے ہیں۔

(۱۶) ہم نے اخوت کے "قادیانیت نمبر" پر تبصرہ کرنے کے بعد یونہی ماہ مئی ۱۹۶۴ء کا اخوت پڑھا تو اس میں "قادیانیت نمبر" پر ایک سنجیدہ پادری صاحب نے "احتجاج" کیا ہے کہ ایسا کیوں کیا۔ اس احتجاجی مقالہ کا عنوان "مذہبی تو تو میں میں" ہے۔ اس احتجاج کے جواب میں مدیر اخوت پادری نجم الدین صاحب نے اپنی معذوری ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے کہ:-

"آج کل بھارت ہو یا پاکستان، مسیحیوں کا ارتداد بڑھ رہا ہے اور یہ سب خلاف مسیحیت پراپیگنڈہ کا اثر ہے۔ ابھی حال ہی میں ایک مسلم روزنامہ میں ایک خبر شائع ہوئی تھی کہ ایک ہی احمدی مبلغ کے ہاتھوں برس ڈیڑھ کے عرصہ میں تین صد مسیحی حلقۂ احمدیت میں داخل ہوئے۔ اب اسے کیا کیجئے کہ اگر غیر مسیحیوں کے اعتراضات کا جواب نہیں دیتے تو مسیحی عوام ہمارے سر ہوتے ہیں یا ارتداد کر جاتے ہیں اور اگر جواب دیتے ہیں تو آپ ایسے سنجیدہ اور متین المزاج احباب برہم ہوتے ہیں۔ گویم مشکل وگر نہ گویم مشکل والا معاملہ ہے۔"
(اخوت مئی ۱۹۶۴ء صہ ۹)

ہمیں ایڈیٹر صاحب اخوت سے دلی ہمدردی ہے اور ہم ان کی اس مشکل میں ان کی رہنمائی کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ ہمارا مشورہ یہ ہے کہ وہ "اعتراضات کے جواب" ضرور دیں۔ مگر عقلمندی، خدا ترسی اور سنجیدگی سے دیں۔ متانت کو مدنظر رکھیں۔ وہ یونہی گھبرا رہے ہیں، انہیں جواب دینے سے کوئی نہیں روکتا۔ مگر وہ جواب تو دیں۔ بھلا وہی ٹھنڈے دل سے بتلائیں کہ الفرقان کے

عیسائیت نمبر کے دلائل و اعتراضات کا بھی جواب ہے جو انہوں
نے اپنے "قادیانیت نمبر" میں دیا ہے؟ کیا انہوں نے کسی ایک
اعتراض کا بھی جواب دیا ہے؟ یہ تو وہی بات ہوئی کہ "تیلی
رے تیلی تیرے سر پر کولھو"۔ آپ محض عیسائیوں کو یہ بتانا
چاہتے ہیں کہ آپ نے بھی الفرقان کے عیسائیت نمبر کے جواب
میں ایک "قادیانیت نمبر" شائع کر دیا ہے مگر کیا سارے
عیسائی سراسر جاہل اور اندھے ہیں، وہ نہیں دیکھیں گے کہ
الفرقان کے ٹھوس اعتراضوں کے جواب میں ۲۲ سال کے
فوت شدہ غیر احمدی مولویوں کے مضامین نقل کر دینا کہاں کی
دیانتداری ہے؟ جناب عالی! اگر آپ سنجیدگی سے جواب دینا
چاہتے یا دے سکتے تو الفرقان کے عیسائیت نمبر کو سامنے
رکھ کر الوہیت مسیح، کفارہ، صلیبی موت، بائیبل، موجودہ
عیسائیت کی حیثیت اور تثلیث وغیرہ عقائد پر جو ٹھوس اور
مدلل اعتراض وارد کئے گئے تھے ان پر کچھ تو لکھتے مگر آپ
نے تو غضب کر دیا کہ اِدھر اُدھر سے غیر متعلق مضامین لیکر
رسالہ بھر دیا۔ بھلا آپ ہی بتلائیے کہ اس حالت میں مسیحی
عوام آپ کے سر ہونے میں کیوں حق بجانب نہیں؟

آپ کو جماعت احمدیہ کے پروپیگنڈہ کی قوت تاثیر
کا اعتراف ہے مگر آپ نے اس کے ازالہ کی جو صورت
سوچی ہے وہ سراسر غلط ہے۔ اس کا نتیجہ انشاء اللہ یہی
ہوگا کہ سمجھدار عیسائی حضرات حلقہ بگوش اسلام ہوتے
جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ وہ دن جلد لائے۔ آمین
یارب العالمین *

ایک مسیحی منّاد کے نام ہمدردانہ مکتوب

(بقیہ از صفحہ ۱۵)

عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَى فِرْعَوْنَ رَسُولًا
میں اس کا اعلان فرمایا گیا ہے۔

محترم ماسٹر صاحب! یہ بحث کا موقعہ نہیں ہوگا اور
آپ خوب سمجھتے ہیں کہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی
بحث کام نہ دے گی۔ آپ خدارا کلامِ خدا پر غور کریں تا آپ
پر حقیقت کھُل جائے۔ میں آپ کو خدائے ذوالجلال کے مندرجہ
بالا کلام کے آخری حصہ کی طرف خاص طور پر توجہ دلاتا ہوں
اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

"ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں
وہ میرا نام لے کے کہے گا نہ سُنے گا تو میں
اس کا حساب اس سے لوں گا"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کی باتیں اس کا نام
لے کر سُنائی ہیں۔ ہر قرآنی سورت کے شروع میں بِسْمِ
اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ درج ہے جس کے معنے ہیں کہ یہ کلام
خدا اسی کا نام لیکر سُنایا جا رہا ہے۔ اگر تم لوگ نہ مانوگے تو
اللہ تعالیٰ تم سے حساب لے گا۔

پس آپ اللہ تعالیٰ کے محاسبہ سے ڈر کر مثیل موسیٰ
نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو
توفیق بخشے۔ آمین

آپ یہ جان کر خوش ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے
میرے پاؤں کا زخم اچھا ہو رہا ہے۔ الحمد للہ۔ خاکسار خادم
ابوالعطاء جالندھری

ربوہ
۳-۶-۶۴

ایک مسیحی منّاد کے نام ہمدردانہ مکتوب

مکرم جناب ماسٹر برکت اے خان صاحب سیالکوٹ

السّلام علیٰ من اتبع الھُدیٰ

گرامی نامہ مرقومہ ۳۱ مئی موصول ہوا۔ آپ کے میری بیمار پرسی کرنے کا شکریہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے آمین۔ آپ کی "تبلیغ" کا بھی شکریہ۔ بلاشبہ ہم سب نے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونا ہے اور ہم سب اپنے اپنے عقائد، نیات، اور اعمال کے بارے میں پوچھے جائیں گے۔ اے کاش! کہ آپ بھی کبھی اس بات کو مدنظر رکھ کر عاقبت کا فکر فرمائیں۔

مَیں اس وقت آپ کی توجہ کے لئے آپ کے مسلمات کے مطابق صرف دو باتیں پیش کرتا ہوں۔ **اوّل**:۔ حضرت مسیح نے اللہ تعالیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا:۔

"ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو، اور یسوع مسیح کو جسے تُو نے بھیجا ہے جانیں۔" (یوحنا ۱۷/۳)

پس دائمی زندگی اور نجات پانے کا یہ طریق ہے کہ اللہ تعالیٰ کو واحد اور الحیّ القیوم تسلیم کیا جائے اور حضرت مسیح کے رسولِ خدا ہونے پر ایمان لایا جائے۔

اسلام نے اللہ تعالیٰ کی توحید کے ساتھ ساتھ جملہ نبیوں کی رسالت پر ایمان لانے کو بھی ضروری قرار دیا ہے۔ گویا اس طرح ایک سچا مسلمان ہی آپ کی انجیل کے رُو سے نجات یافتہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا انکار کرنے والے یا مسیح کی رسالت کی بجائے اس کی الوہیت ماننے والے کیونکر نجات کے وارث ہو سکتے ہیں؟ آپ خدارا ٹھنڈے دل سے اس پر غور کر کے اپنی نجات کا فکر کریں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ پر ہدایت کا راستہ کھول دے۔ آمین

دوم:۔ خداوند تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تھا:۔

"مَیں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اُس کے مُنہ میں ڈالوں گا۔ اور جو کچھ مَیں اُسے فرماؤں گا وہ سب اُن سے کہے گا۔ اور ایسا ہو گا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لے کے کہے گا نہ سُنے گا تو مَیں اُس کا حساب اس سے لوں گا۔"

(استثناء ۱۸/۱۸-۱۹)

جناب ماسٹر صاحب! قیامت کے مؤاخذہ کو مدنظر رکھ کر غور فرمائیں تو آپ پر فوراً عیاں ہو جائے گا کہ یہ مثیل موسیٰ عظیم نبی جو بنی اسرائیل کے بھائیوں (بنی اسمٰعیل) میں سے مبعوث ہوا اور جو موسیٰؑ کی مانند صاحبِ شریعت تھا جسے اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کی طرح اپنے دشمنوں پر ظاہری غلبہ بھی بخشا۔ یہ صرف سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ قرآن مجید کی آیت اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاھِدًا

(مزمل ع ۱ پ ۲۹)

ایک عمدہ تجزیہ

"اسلام کی اشاعت میں موجودہ جمود کے اسباب"

۶ مارچ سے ۲۳ مارچ ۱۹۶۴ء تک قاہرہ میں جامعہ ازہر کے ماتحت عالم اسلام کے ۳۹ ملکوں کے نمائندہ علماء کا ایک وسیع اجلاس ہوا۔ اس میں اسلام کی اشاعت کے بارے میں موجودہ جمود کے اسباب پر غور کر کے قرار دیا گیا کہ :۔

"اسلام کی اشاعت میں موجودہ جمود کے اسباب یہ ہیں۔

۱۔ مسلمانوں کا خود اسلام کی تعلیمات پر عمل نہ کرنا۔

۲۔ کسی مرکزی فنڈ اور مرکزی تنظیم کا نہ ہونا۔

۳۔ اجتہاد کے دروازہ کا بند ہونا۔

۴۔ اسلام کی بعض تعلیمات مثلاً غلامی، تعدد ازدواج طلاق اور حرمت خنزیر وغیرہ کے بارہ میں عیسائی مبلغین کا سخت اور گمراہ کن پروپیگنڈا۔

۵۔ غیر متقی اور غیر صالح لوگوں کا مبلغ بن کر دوسرے ملکوں میں جانا۔

۶۔ عیسائیوں اور قادیانیوں کی بے پناہ تعلیمی سرگرمیاں۔

۷۔ مبلغین اسلام کا دوسرے مذاہب سے ناواقف ہونا۔

۸۔ جیسا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اس کے مطابق دین کو آسان بنا کر پیش نہ کرنا۔

۹۔ عیسائی مبلغین کی طرح غیر ترقی یافتہ ملکوں اور آبادیوں میں اسلامی شفاخانے، اسکول، یتیم خانے اور دوسرے رفاہ عام کے ادارے نہ کھولنا۔

اس سلسلہ میں ایک بڑی اچھی بات یہ ہوئی کہ افریقہ اور لاطینی امریکہ اور جنوب مشرقی ایشیا کے نمائندوں نے کھڑے ہو کر اپنے اپنے ملک کے حالات بیان کئے اور بتایا کہ ان ملکوں کی سرزمین تبلیغ اسلام کے لئے کس درجہ تشنہ اور موزوں ہے اور وہاں اسلام کی کامیابی کے کتنے قوی امکانات ہیں" (چٹان لاہور۔ یکم جون ۱۹۶۴ء صفحہ ۱۱)

الفرقان :۔ ہمارے نزدیک یہ بہت اچھا تجزیہ ہے مگر یہ بات علماء کے تعصب کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے جماعت احمدیہ کی "بے پناہ تعلیمی سرگرمیوں" کو بھی اشاعت اسلام میں جمود کا ایک سبب گردانا ہے حالانکہ جماعت احمدیہ ہی ایسی فعال جماعت ہے جس کے ولولۂ اشاعت اسلام کی اپنے و بیگانے داد دے رہے ہیں اور جس کی خدمات کا اعتراف سلسلہ کے معاندین کو بھی طوعاً و کرہاً کرنا پڑتا ہے۔ جماعت احمدیہ کی تبلیغی اور تعلیمی سرگرمیاں تو صرف اشاعت اسلام کے لئے ہیں جن سے عیسائی مشنری فکر مند ہو رہے ہیں۔

ہماری درخواست ہے کہ علماء ٹھنڈے دل سے غور کریں "اشاعت اسلام کے اس جمود" کو دور کرنے کے لئے جماعت احمدیہ سے تعاون کرتے ہوئے بہتر تجاویز پر عمل پیرا ہوں۔

مشرق اور مغرب کی لاکھوں روحیں اسلام کے آب حیات کے لئے تشنہ ہیں۔ اور اسلام کے حقیقی علمبرداروں کی آواز پر ہمہ تن گوش بننے کے لئے تیار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تبلیغ اسلام کی توفیق بخشے۔ آمین۔

قرآنی آثارِ قدیمہ

انبیاءِ بنی اسرائیل اور کعبۃ اللہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سفرِ حج کے متعلق تحقیقِ جدید

(از جناب شیخ عبدالقادر صاحب - لاہور)

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی نسل کو دینِ ابراہیم کے لئے پابند کیا۔ نسل در نسل یہ عہد لیا گیا کہ وہ دینِ ابراہیمی سے مُنہ نہ موڑیں گے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھی اپنی ذرّیت سے یہی عہد لیا کہ ہم اُسی خدا کو پُوجیں گے جو ابراہیمؑ، اسماعیلؑ اور اسحاقؑ کا خدا ہے۔ قرآنِ حکیم سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دینِ ابراہیم میں کعبۃ اللہ کو مرکزی مقام حاصل تھا۔

یہ سب سے پہلا گھر ہے جو لوگوں کے افادہٗ روحانی کے لئے تعمیر ہُوا۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے اسے دوبارہ پُرانی بنیادوں پر کھڑا کیا اور ساری نسلِ انسانی کو اس کے حج کا حکم دیا گیا۔ یہ مضمون سورۂ بقرہ آیات ۱۲۵ تا ۱۳۷، اور سورۂ آلِ عمران آیات ۹۷ تا ۹۸ میں بیان ہُوا ہے۔ ان آیات سے یہ امر ظاہر ہے کہ حضرت یعقوبؑ کی اولاد دینِ ابراہیمؑ کی پابند تھی۔ حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کو ان کے ہاں اوّلیت حاصل تھی۔ اور حضرت اسحاقؑ کا مقام اور مرتبہ ان کے بعد آتا تھا۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ کعبۃ اللہ نسلِ ابراہیمؑ کا مشترک ورثہ ہے اور سب لوگ جو استطاعت رکھتے ہیں اس کے حج کے لئے مکلّف تھے۔ یہاں پہنچ کر نصاریٰ سوال کرتے ہیں کہ اگر قرآن کریم کا یہ دعویٰ درست ہے تو کیا وجہ ہے کہ انبیاءِ بنی اسرائیل اور ان کی اُمّتوں نے کعبۃ اللہ کا حج نہیں کیا اور نہ ان پر یہ حج فرض کیا گیا؟ معترضین کے نزدیک انبیاءِ بنی اسرائیل نے دینِ ابراہیمؑ کا جو ورثہ پایا اس میں کعبۃ اللہ کا وہ شرف اور مرتبہ نظر نہیں آتا جو کہ قرآن مجید نے اس مقام سے وابستہ کر دیا۔ یہ اعتراض بڑا اہم ہے اور آج مجھے اس کا جواب دینا ہے۔ وباللہ التوفیق۔

مختصر جواب تو یہ ہے کہ انبیاءِ بنی اسرائیل کعبۃ اللہ کے مقام اور مرتبہ سے بخوبی واقف تھے۔ حالات کے ناساز گار ہونے کے باعث کعبۃ اللہ کا حج بنی اسرائیل پر فرض نہیں کیا گیا۔ جب بھی حالات ساز گار ہوئے انبیاءِ بنی اسرائیل اور بعض دفعہ ان کی اُمّتیں کعبۃ اللہ کے حج سے متمتع ہوئیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کشفی طور پر دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور یونس بن متی اَللّٰھُمَّ لبّیک کہتے ہوئے حج کے لئے آ رہے ہیں۔ (مسلم کتاب الانبیاء)

تورات میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعونِ مصر سے درخواست کی کہ ہم نے "حج یہواہ" کے لئے "مدبر" یعنی بیابانِ عرب میں جانا ہے۔ مجھے اور میری قوم کو اجازت دیجئے کہ ہم بیابان میں قربانیوں کے ذریعہ اس فریضہ سے سبکدوش ہوں (خروج باب دہم) حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو ساتھ لیکر صحراءِ عرب میں آ گئے۔ اُس وقت ارضِ حجاز میں دو مقام شعائر اللہ میں داخل تھے۔ ایک تو سینا کے کوہستانی علاقہ میں حورب جگہ تھی جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آگ میں جلوہ خداوندی دیکھا۔ یہ مقام مدین کے پاس تھا[۱]۔ حورب میں (جسے طُورِ سینا بھی کہا گیا) حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یہ وعدہ کیا گیا کہ بنی اسرائیل فرعون کے پنجۂ استبداد سے چھٹکارا حاصل کرنے کے بعد اس جگہ آ کر خدا تعالیٰ کی عبادت کریں گے۔ (خروج ۳/۱۲)

دوسرا مقام جہاں قوم بنی اسرائیل پر خدا تعالیٰ کا جلوہ ظاہر ہُوا جنوب میں بیابانِ فاران میں واقع تھا (حبقوق ۳/۳) تورات میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل کے ہمراہ حضرت موسےٰ علیہ السلام بیابانِ فاران کے "قادس" میں آ گئے۔ قادس کے معنی عبرانی زبان میں مقدس اور متبرک مقام اور شعائر اللہ کے ہیں۔ اس مقام پر بنی اسرائیل خیمہ زن ہوئے (گنتی ۱۳/۲،۲۶، ۱۰/۱۲، ۱۲/۱۶) فاران پہنچ کر خدا تعالیٰ کا جلوہ بنی اسرائیل پر ظاہر ہُوا۔ بعد ازاں ان کو خبر دی گئی کہ دس ہزار قدوسیوں والا موعود نبی بھی اِسی جگہ ظاہر ہوگا۔ (کتاب استثناء ۳۳/۲،۳، حبقوق ۳/۳) فاران کس جگہ واقع ہے؟ اس مقام کے محلِ وقوع کے متعلق علماءِ بائیبل کسی صحیح نتیجہ پر نہیں پہنچ رہے تھے۔ اسی طرح طورِ سینا کے محلِ وقوع کے متعلق بھی اختلاف تھا اب کم و بیش سب علماء اس امر پر متفق ہیں کہ جزیرہ نما سینائی کا روایتی وہ طور جو تیسری صدی میں عیسائی راہبوں نے قیاساً متعین کیا یہ وہ پہاڑ نہیں جس پر حضرت موسیٰؑ نے خدا تعالیٰ کا جلوہ دیکھا۔ نئی تحقیق سے یہ معلوم ہوا ہے کہ طُورِ سینا اور فاران حجاز کے مقاماتِ مقدسہ ہیں۔ انجیل میں صاف لکھا ہے کہ سینا عرب کے اُس حصہ میں ہے جہاں بنی ہاجرہ آباد ہیں (گلتیوں ۴/۲۵ نیو انگلش بائیبل) حضرت موسےٰ علیہ السلام جب بنی اسرائیل کے ہمراہ مصر سے نکلے تو وہ اسی شاہراہ پر گامزن ہوئے جو کہ "شاہراہ حج" کہلاتی ہے۔ حضرت موسےٰؑ سے صدیوں پہلے مصر کے حکمران عاد عرب اسی راہ حج کے لئے آتے تھے۔ آج بھی حج کے قافلے مصر سے مکہ معظمہ اسی شاہراہ سے آتے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کے ہمراہ اسی منزل پر گامزن ہو کر پہلے خلیج عقبہ کے شمالی سرے پر پہنچے پھر وہاں سے جنوب میں حجاز میں داخل ہوئے۔ اب حجاز کے شمال مغرب میں سینا کا علاقہ متعین کیا گیا ہے جس میں کوہ طُور یا حورب جگہ واقع تھی۔ یہاں بنی اسرائیل عبادت کے لئے جمع ہوئے۔ سینا کے بعد وہ بیابانِ فاران میں خیمہ زن ہوئے۔ (گنتی ۱۰/۱۲، ۱۲/۱۶) فاران کے قادس یعنی اس کے بلدہ مقدس میں وہ ٹھہرے (گنتی ۱۳/۲۶) تورات میں صاف لکھا ہے کہ مدین، دشت سینا اور فاران ایک ہی علاقہ میں ہیں (گنتی ۱۰/۱۲،۱۲ سلاطین ۱ ۱۸/۱۱) سینا بنو ہاجرہ کے علاقہ میں ہے (گلتیوں ۴/۲۵) ظاہر ہے کہ باقی مقامات بھی حجاز میں ہونا چاہئیں۔

---

[۱] کیمبرج تاریخ قدیم میں لکھا ہے کہ عرب کے شمال مغرب میں مدین ہے یہ علاقہ آتش فشاں سلسلۂ کوہ سے تعلق رکھتا ہے۔ بروئے تورات کوہ سینا بھی آتش فشاں تھا۔ (حصہ دوم ص۳۶۲)

مغربی محققین فاران کی تعیین ابھی تک نہیں کر سکے۔ لیکن ان کا ایک گروہ اب یہ ماننے لگا ہے کہ :-

۱- بنی اسرائیل مصر سے شاہراہِ حج کے ذریعہ حورب (سینا) میں آئے۔ (پیکس تفسیر بائیبل ص۲۶۴، ص۹۵۷)

۲- حورب یا طورِ سینا "حرۃ العواد" کے علاقہ میں ہے جو کہ مدینہ منورہ کے دو سو میل شمال میں یا تبوک کے جنوب میں ایک آتش فشاں سلسلۂ کوہ ہے۔ (ٹائمز اٹلس آف دی ورلڈ) مدین بھی عرب کی قدیم روایت کی رُو سے اسی کے قریب ہے۔[1]

۳- فاران حجاز کا کوئی مقام ہے۔[2]

۴- کوہِ فاران اور طورِ سینا حجاز کے شعائر اللہ ہیں۔ جن کی زیارت بنی اسرائیل نے کی۔ اور یہاں انہوں نے خدا تعالیٰ کے جلوہ کو دیکھا۔[2]

۵- بنی اسرائیل نے بیابانِ عرب میں چالیس سال تک صحرا نوردی کی۔ (یرمیاہ ۲/۲) یعنی صحرائے نفود میں۔ (عرب از فلپ حتی)

عصرِ حاضر کے سربرآوردہ علماء نے مندرجہ بالا نتائج اپنی کتابوں میں پیش کئے ہیں۔ حسب ذیل کتابیں اِس موضوع پر قابلِ دید ہیں :-

---

1- Bible and Spade by S.L. Caiger P. 79

2- Arabia and the Bible by J. A. Montgomery P. 53, 89

۱- "اریبیا اینڈ دی بائیبل" از جیمس۔ اے منٹگمری پروفیسر السنہ سامیہ پنسلوینیا یونیورسٹی امریکہ۔

۲- "بائیبل اینڈ سپیڈ" (Bible and Spade) از سٹیفن۔ ایل۔ سیجر۔ شائع کردہ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس۔

۳- "قدیم عبرانی روایت" (Ancient Hebrew Tradition) از الیف ہومل (جرمن محقق)

۴- "پیکس شرح بائیبل"۔

اِس نئی تحقیق سے اب یہ امر بالکل واضح ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے مِدبر یعنی بیابان میں جاکر جس "حج یہواہ" (خدا تعالیٰ کے حج) کی اجازت مانگی تھی وہ فاران کے قادس اور سینا کے کوہِ طور کا حج تھا۔

مدبر کے معنی عبرانی میں مطلق بیابان کے ہیں لیکن عرب کے بیابان کے لئے یہ لفظ خاص طور پر استعمال ہوا ہے۔ یرمیاہ نبی کے صحیفہ میں ہے :-

کعربی بمدبو (۲/۳)

عرب کی مانند جو کہ مِدبر میں ہے۔ خالدی کتبات میں بیابانِ عرب کو "مد بارُو" کہا گیا۔ اسی طرح شمالی عرب کے صفوی کتبات میں یہ لفظ صحراءِ عرب کے لئے آیا ہے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "بائیبل اینڈ اریبیا" ص۷۹)

عصرِ حاضر کے بعض محققین نے طورِ سینا کی تعیین میں جس طرح عرب کی روایاتِ قدیم سے مدد لی[1] اسی طرح فاران

1- Bible and Spade S.L. Caiger P. 79

کی تعیین میں بھی حجاز کی قدیمی روایات ممد و معاون ہوسکتی ہیں امید ہے کہ علماء مغرب ان سے فائدہ اٹھائیں گے۔ عرب کے عظیم جغرافیہ نویس امام شہاب الدین یاقوت الحموی (المتوفی ۶۲۶ ہجری) اپنی معرکۃ الآراء کتاب معجم البلدان میں لکھتے ہیں:-

"فاران ایک عبرانی لفظ ہے۔ جو کہ معرّب ہے۔ اور یہ مکہ معظمہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ فاران مکہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے۔ ابن ماکولا کا قول ہے کہ ابوبکر نصر بن القاسم ابن قضاعۃ القضاعی کو "الفارانی" جبال فاران کی نسبت سے کہا گیا ہے۔ اور یہ حجاز کے پہاڑوں کا نام ہے بعض لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ فاران مکہ کے پہاڑوں کا نام ہے۔"

(معجم البلدان زیر لفظ فاران)

لسان العرب میں زیر لفظ فاران لکھا ہے:-

"فاران مکہ کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ کا عبرانی نام ہے۔۔۔۔ اور حدیث رسول میں اس کا ذکر موجود ہے۔"

ان حوالوں سے یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ بیابانِ فاران مکہ معظمہ کی وادی غیر ذی زرع کا نام ہے[1] اور کوہ فاران جبالِ مکہ کا نام۔ اس پس منظر میں تورات کے وہ مقامات جہاں بنی اسرائیل زیارت، عبادت یا حج کے لئے گئے بالکل واضح ہوجاتے ہیں۔ "**فاران کے قادس**" سے مراد مکہ معظمہ ہے جو کہ کعبۃ اللہ کی وجہ سے شعائر اللہ میں داخل ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے ہمراہ یہاں آئے اور اس کے حج اور زیارت سے مستفیض ہوئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کشف جس کا شروع مضمون میں ذکر ہے تاریخِ قدیم کی روشنی میں ایک حقیقتِ ثابتہ ہے۔

اس نئے نظریہ کے پیشِ نظر دو ایک باتیں وضاحت طلب ہیں۔ تورات میں ایک جگہ لکھا ہے کہ بیابان میں حج کے لئے بنی اسرائیل نے جانا ہے۔ حج کے یہ مقامات مصر سے بہت دور تھے۔ دوسری جگہ لکھا ہے کہ بیابان میں تین دن کی راہ پر ہم نے قربانیاں کرنی ہیں۔ ان میں تطبیق کی کیا صورت ہے؟

یہ مسلمہ ہے کہ موجودہ تورات کم از کم تین ماخذوں سے جمع کی گئی ہے حج کے لئے درخواست کی تفصیل ماخذ "E" سے اخذ کی گئی۔ لیکن تین دن کی مسافت والا حوالہ ماخذ "J" سے لیا گیا[1]۔ تورات کے قدیمی ماخذوں میں اختلاف ایک مسلّم امر ہے جب تورات دوبارہ مرتب ہوئی تو مختلف فیہ روایات بنی اسرائیل کے خروج کے بارہ میں مشہور تھیں۔ ایک روایت

---

[1] یرمیاہ نبی کہتے ہیں کہ قوم بنی اسرائیل ایام مہاجرت میں بیابان میں ہاں اس سرزمین میں جہاں کھیتی نہ تھی میرے پیچھے پیچھے چلی (۲/۲) جیمس منٹگمری کہتے ہیں کہ اس سے مراد صحرا عرب ہے۔ (بائیبل و عرب ص۱۱)

1 - Concise Bible Commentary Note on Exodus 3.1 and 5.1 P. 358-359

کی رُو سے بیابان میں واقع شعائر اللہ کے حج کی درخواست کی گئی تھی جو کہ دُور دراز مسافت سے متعلق تھے۔ دوسری روایت کی رُو سے قریبی بیابان میں تین دن کی مسافت پر قربانیوں کی درخواست کی گئی تھی۔ یہ دو نو مختلف فیہ روایات موجودہ تورات میں خلط ملط ہو گئی ہیں۔ شارحین اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اصل مقصد پہلی درخواست میں بیان ہوا ہے۔ دوسری درخواست کا مقصد محض فرعون کو دھوکا دینا تھا حالانکہ بڑے تورات تطبیق کی ایک جائز صورت بھی ہو سکتی ہے کتاب خروج میں لکھا ہے کہ حج کی درخواست جب مسترد ہو گئی تو تین دن کی مسافت پر قربانی کی اجازت مانگی گئی (خروج ۵/۱-۴) اب بات صاف ہے دو الگ الگ درخواستوں کو ایک ہی درخواست سمجھ لیا گیا جس کے باعث پیچیدگی پیدا ہو گئی۔

دوسرا امر مجھے یہ واضح کرنا ہے کہ عبرانی تورات میں صاف طور پر "حج" کا لفظ آیا ہے لیکن اس کا ترجمہ انگریزی میں Feast اور اُردو میں "عید" کر دیا گیا۔ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ کہا تھا کہ ہم نے بیابان میں جا کر قربانیوں کے ذریعہ عید کرنی ہے۔ پیکس شرح بائبل میں ترجمہ کی اصلاح کی طرف بایں الفاظ توجہ دلائی گئی:۔

"In verse one, "hold a feast" (Heb-hag) is, more exactly, make a pilgrimag" to a santuary, as pious Mohammedans make the haj to Mecca."

"خروج ۵/۱ میں جہاں "عید" کرنے کا ذکر ہے وہاں عبرانی میں حج کا لفظ ہے جس کے حقیقی معنے کسی مقدس مقام کی زیارت یا حج کے ہیں۔ جیسا کہ مسلمان مکہ معظمہ کا حج کرتے ہیں"

کن سائز شرح بائبل میں لکھا ہے:۔

"feast (heb haj.) which like the modern Arabia haj (to Mecca) impliese a pilgrimage P. 359

عبرانی اور عربی کا حج معنوں کے لحاظ سے ایک ہی لفظ ہے۔ مکہ معظمہ کے حج کی طرح کسی مقدس مقام کی زیارت اس کے اصل معنے ہیں۔ اسی تفسیر میں یہ بھی تسلیم کیا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے زمانہ میں بیابان میں رسوم عبادت کا نام حج تھا۔ حضرت موسیٰ نے ایک مروجہ لفظ استعمال کیا ہے۔ (ص۸۳) مجھے اس پر مزید یہ عرض کرنا ہے کہ بیت اللہ کا حج زمانہ قدیم سے جاری ہے۔ حضرت موسیٰ سے پیشتر مصر پر ہائیکسوس (عرب کے چرواہے یعنی عادِ عرب) قابض تھے۔ ان کے تین سو سالہ دَورِ حکومت میں مصر سے حج کے قافلے مکہ معظمہ آتے تھے۔ چونکہ مصر میں آباد سامی قومیں زمانہ قدیم سے حجاز میں حج کے لئے جایا کرتی تھیں۔ اس رواج کے پیش نظر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعونِ مصر سے بیابانِ عرب کے حج کی درخواست کی۔

میجر جنرل فارلانگ اپنی کتاب "موازنہ مذاہب" میں لکھتے ہیں:۔

"نہایت قدیم منائی، سبائی اور عاد قبائل مکہ معظمہ میں حج کی غرض سے جمع ہوتے تھے۔ وہ مکہ کو تمام مقدس مقامات کی ماں قرار دیتے تھے۔ ان قبائل کا زمانہ شاید چار ہزار قبل مسیح کے لگ بھگ ہے"

پھر لکھتے ہیں :-

"نہایت قدیم زمانہ سے تمام ایشیا، افریقہ اور جنوبی یورپ میں مکہ معظمہ نہایت درجہ مشہور مقام تھا اور اس کی معجزانہ تاریخ اور اس سے وابستہ اساطیر و روایات کو قدیم سیاحین اور حکماء نے بیان کیا ہے"[1]

ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے عرب کے شعائر اللہ کے حج کی درخواست مصر کے قدیم رواج کے عین مطابق تھی۔ جسے فرعونِ مصر اخلاقی اور رواجی طور پر مسترد نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ مصر کے عاد قبائل زمانۂ قدیم سے حجاز میں حج کے لئے آتے تھے۔ بنی اسرائیل بھی ایک سامی قوم تھی۔ دینِ ابراہیم کے پابند اور کعبۃ اللہ اور دوسرے مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کے حقدار۔ اسلئے انہوں نے فرعونِ مصر کے سامنے شعائر اللہ کے حج کی درخواست پیش کی۔ قرآن حکیم میں بھی "طُورِ سینین وھٰذا البلد الامین" میں اور اسی طرح "والطُّور ..... والبیت المعمور" میں عرب کے انہی شعائر اللہ کا ذکر ہے۔ جن کے حج کے لئے حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر آنا تھا۔ بروئے تورات مدین، سینا اور فاران شمالاً جنوباً ایک ہی علاقہ میں واقع تھے۔ قرآن حکیم کی سورہ قصص میں وضاحت کر دی گئی کہ کوہِ طور مدین کے قریب ہے (مدین حجاز کے ایک علاقہ کا نام ہے)۔

اس تاریخی پس منظر میں حضرت موسیٰؑ کی درخواست کے الفاظ بالکل واضح ہیں۔ تورات میں لکھا ہے :-

"اس کے بعد موسیٰ اور ہارون نے جا کر فرعون سے کہا کہ خداوند اسرائیل کا خدا یوں فرماتا ہے کہ میرے لوگوں کو جانے دے۔ تاکہ وہ بیابان میں میرے لئے (مقاماتِ مقدسہ کا) حج کریں۔

موسیٰ نے کہا کہ ہم اپنے جوانوں اور بڈھوں اور اپنے بیٹوں اور بیٹیوں اور اپنی بھیڑ بکریوں اور اپنے گائے بیلوں سمیت جائیں گے۔ کیونکہ ہم کو اپنے خدا کا حج کرنا ہے۔" (خروج $\frac{5}{1}$، $\frac{10}{9}$)

اب تورات ہماری راہ نمائی کرتی ہے کہ بنی اسرائیل نے یہ حج سینا اور فاران میں کیا۔ سینا میں کوہِ طور پر اور فاران میں قادس یعنی بلدۂ امین میں۔ حبقوق نبی کے صحیفے میں لکھا ہے :-

"خدا جنوب (یعنی ارضِ حجاز) سے آیا اور قدوس کوہِ فاران سے۔ اس کا جلال

1- Short Studies to the Scince of Comporative Religions P. 542

آسمان پر چھا گیا اور زمین اس کی حمد سے
معمور ہو گئی۔ اس کی جگمگاہٹ نور کی مانند
تھی۔"

اس آیت میں زمانۂ ماضی کا بھی ذکر ہے اور آئندہ کی بھی خبر دی گئی ہے (کیونکہ مستعمل صیغہ ماضی اور استقبال دونوں پر حاوی ہے۔) اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ جیسے حضرت موسیٰؑ اور بنی اسرائیل پر ارضِ جنوب یعنی حجاز میں خدا تعالیٰ کا جلوہ ظاہر ہوا پہلے کوہِ طور پر اور پھر کوہِ فاران پر اسی طرح مثیلِ موسیٰ کے ذریعہ بھی علاقے جلوۂ خداوندی کا مہبط بن جائیں گے۔

جیمس منٹگمری ایک بہت بڑے محقق نے اپنی کتاب "عرب اور بائیبل" میں مذکورہ حوالہ اور تورات کے دوسرے حوالوں سے استدلال کیا ہے کہ حجاز کے شمال مغرب میں آتش فشاں سلسلہ کوہ الحرہ کے نام سے موجود ہے۔ طور سینا اسی علاقہ میں تھا۔ فاران کا تعین وہ نہیں کر سکے ان کے نزدیک حجاز کے شمال مغرب میں کوئی جگہ ہو سکتی ہے۔ ان مقامات پر حضرت موسیٰؑ اور بنی اسرائیل غالب آئے اور وہ ان مقامات کی روحانی تاثیرات سے فیضیاب ہوئے۔ (صـ۸۹، صـ۵۳)

یہ محقق صرف اتنا نہیں سمجھ سکے کہ جلوۂ فاران وادی غیر ذی زرع میں خدا تعالےٰ کے اولین گھر کعبۃ اللہ سے وابستہ ہے۔ جس کا ایک ظہور حضرت موسیٰؑ اور بنی اسرائیل پر ہوا جبکہ وہ حج کے لئے آئے اور دوسرا کامل و اکمل ظہور مثیل موسیٰ کے زمانہ میں مقدر تھا جبکہ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ نبی موعود نے ایک زبردست فاتح کی حیثیت سے مکہ معظمہ میں لا تثریب علیکم الیوم کے اعلانِ عام کے لئے داخل ہونا تھا۔

اللّٰھم صلّ علیٰ محمّدٍ وعلیٰ اٰل محمّدٍ وبارك وسلّم انّك حمید مجید۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بعض دوسرے انبیاء بنی اسرائیل بھی مکہ معظمہ کے حج سے متمتع ہوئے۔ اس سلسلہ میں آئندہ مضمون کا انتظار فرمائیں وباللہ التوفیق۔

حضرت مولانا راجیکی صاحب مرحوم رضی کی یاد میں

(جناب چودھری عبد السلام صاحب اختر ایم۔اے)

مرحبا! اے مردِ کامل مرحبا اے باخدا
اے فدائے دینِ احمدؐ اے حبیبِ کبریا

باخدا و باصفا و باحیا و باوفا!
"ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما"

واقفِ سرِ حقیقت عاشقِ نورِ ازل
کاشفِ رمزِ محبت! مظہرِ نورِ خدا!

تو مسیحِ وقت کے فیضان کا زندہ ثبوت
تو رہِ عرشِ خداوندی کی نورانی فضا

تیری دنیا مرکزِ افکار و انوارِ رسول
تیرا دامن مسکنِ انوار ۔ برکات الدعا!

جب اٹھے دستِ دعا تو شور اٹھا افلاک تک
جھک گیا سجدے میں تو! اور جھک گئے ارض و سما

آہ! اے قدسی کہ یہ عالم خراب آباد ہے
کس طرح تجھ سے کہوں محمل ہے بے لیلیٰ مرا!

تیرے دردِ دل کی دولت اب بھی ہے دُرِّ عدن
تیرے سجدہ گاہ کی مٹی ہے اب بھی کیمیا!

موجودہ عیسائیت

(جناب حکیم ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب خاکی بی۔اے راولپنڈی)

جن کے دل میں خشیت و خوفِ خداوندی نہیں
دین و دنیا میں انہیں حاصل برومندی نہیں

حاضرہ عیسائیت مجموعۂ اضداد ہے
اس میں بُرہان و دلائل کی تو پابندی نہیں

حضرتِ عیسیٰ کو دینا اپنے جرموں کی سزا
یہ سراسر ظلم ہے کوئی ہُنرمندی نہیں

اِک طرف وہ ابنِ آدم، اِک طرف ابنِ خدا
یہ خیالِ خام ہے دینِ خداوندی نہیں

لعنتی اس کو بنانا اور ابن اللہ بھی
اِن مسیحی اعتقادوں میں خردمندی نہیں

چار دن کا میہماں ہے عیسوی مذہب یہاں
اس کے حصے میں تو تائیدِ خداوندی نہیں

آفتابِ احمدیت ضوفشاں ہے ہر طرف
ہر وہ گھر روشن ہے اس سے جسکی دربندی نہیں

احمدیت کی صداقت آزمانے کے لئے
کوئی آئے اس پہ ہرگز کوئی پابندی نہیں

جینا اے خاکی فقط کفّارہ کی اُمید پر
خود فریبی ہے یہ کوئی آبرومندی نہیں

حضرت مولانا راجیکی صاحب مرحومؓ کی یاد میں

(جناب چودھری عبد السّلام صاحب اختر ایم۔ اے)

مرحبا! اے مردِ کامل مرحبا اے باخدا
اے فدائے دینِ احمدؐ اے حبیبِ کبریا

باخدا و باصفا و باحیا و باوفا!
"ناقصاں را پیرِ کامل۔ کاملاں را رہنما"

واقفِ سرِّ حقیقت عاشقِ نورِ ازل
کاشفِ رمزِ محبّت! مظہرِ نورِ خدا!

تو مسیحِ وقت کے فیضان کا زندہ ثبوت
تو رہِ عرشِ خداوندی کی نورانی فضا

تیری دنیا مرکزِ افکار و انوارِ رسولؐ
تیرا دامن مسکنِ انوار ۔ برکات الدّعا!

جب اٹھے دستِ دعا تو شور اٹھا افلاک تک
جھک گیا سجدے میں تو! اور جھک گئے ارض و سما

آہ! اے قدسی کہ یہ عالم خراب آباد ہے
کس طرح تجھ سے کہوں محمل ہے بے لیلیٰ مرا!

تیرے دردِ دل کی دولت اب بھی ہے دُرِّ عدن
تیرے سجدہ گاہ کی مٹّی ہے اب بھی کیمیا!

حضرت مولانا راجیکی صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ کی یاد میں

(جناب چودھری عبد السّلام صاحب اختر ایم۔ اے)

مرحبا! اے مردِ کامل مرحبا اے باخدا
اے فدائے دینِ احمدؐ اے حبیبِ کبریا
باخدا و باصفا و باحیا و باوفا!
"ناقصاں را پیرِ کامل۔ کاملاں را رہنما"
واقفِ سرِّ حقیقت عاشقِ نورِ ازل
کاشفِ رمزِ محبت! مظہرِ نورِ خدا!
تو مسیحِ وقت کے فیضان کا زندہ ثبوت
تو رہِ عرشِ خداوندی کی نورانی فضا
تیری دُنیا مرکزِ افکار و انوارِ رسول
تیرا دامن مسکنِ انوار۔ برکات الدعا!
جب اُٹھے دستِ دُعا تو شور اُٹھا افلاک تک
جھک گیا سجدے میں تو! اور جھک گئے ارض و سما
آہ! اے قدسی کہ یہ عالم خراب آباد ہے
کس طرح تجھ سے کہوں محمل ہے بے لیلیٰ مرا!
تیرے دردِ دل کی دولت اب بھی ہے دُرِّ عدن
تیرے سجدہ گاہ کی مٹی ہے اب بھی کیمیا!

موجودہ عیسائیت

(جناب حکیم ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب خاکی بی۔اے راولپنڈی)

جن کے دل میں خشیت و خوفِ خداوندی نہیں
دین و دنیا میں انہیں حاصل برومندی نہیں

حاضرہ عیسائیت مجموعۂ اضداد ہے
اس میں بُرہان و دلائل کی تو پابندی نہیں

حضرتِ عیسیٰ کو دینا اپنے جُرموں کی سزا
یہ سراسر ظلم ہے کوئی ہُنرمندی نہیں

اِک طرف وہ ابنِ آدم، اِک طرف ابنِ خدا
یہ خیالِ خام ہے دینِ خداوندی نہیں

لعنتی اس کو بنانا اور ابن اللہ بھی
اِن مسیحی اعتقادوں میں خردمندی نہیں

چار دن کا میہماں ہے عیسوی مذہب یہاں
اس کے حصّے میں تو تائیدِ خداوندی نہیں

آفتابِ احمدیت ضَو فشاں ہے ہر طرف
ہر وہ گھر روشن ہے اس سے جسکی دربندی نہیں

احمدیت کی صداقت آزمانے کے لئے
کوئی آئے اس پہ ہرگز کوئی پابندی نہیں

جینا اے خاکی فقط کفّارہ کی اُمید پر
خود فریبی ہے یہ کوئی آبرومندی نہیں

مسیحؑ کی آمدِ ثانی

عیسائی صاحبان کی شدّتِ انتظار کا باعث

(از جناب مولوی نور محمد صاحب نسیم سیفی - رئیس التبلیغ مغربی افریقہ)

الفرقان (ربوہ) کے فروری کے شمارہ میں "مسیحی جرائد و رسائل پر ایک نظر" کے تحت رسالہ "مسیحی خادم" کا ایک حوالہ شائع ہوا ہے جس میں مسیح علیہ السلام کی آمدِ ثانی کے متعلق اس نظریہ کا اظہار کیا گیا ہے کہ ان کی آمد اب اس قدر زیادہ متوقع ہے کہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ اِس سال نہیں آجائیں گے۔ دراصل مسیح کی آمدِ ثانی کے لئے مسیحی منّاد سَو ڈیڑھ سو سال سے نہایت شدّت سے انتظار کر رہے ہیں۔ بعض تاریخیں تو اس یقین کے ساتھ پیش کی جاتی رہی ہیں کہ گویا ان میں کسی ردّوبدل کا امکان ہی نہیں ہو سکتا۔ لیکن ان تاریخوں کے گزر جانے کے بعد بعض اور لوگوں نے ذرا زیادہ ہوشیاری سے کام لینا شروع کر دیا اور بجائے تاریخ مقرر کرنے کے یہ کہنے لگے کہ اب آمد ہوئی کہ ہوئی۔

یہاں نائیجیریا میں بھی مسیحی منّاد شدّت سے انتظار کر رہے ہیں کہ مسیح کی آمد اب ہونے ہی والی ہے۔ چنانچہ چند روز ہوئے (پچیس ۲۵ اپریل کو) یہاں اخبارات میں ایک یورپین پادری کی طرف سے اعلان ہوا کہ وہ مسیح کی آمدِ ثانی پر پانچ لیکچر دیں گے اور ان لیکچروں میں مسیح کی آمدِ ثانی پر روشنی ڈالیں گے۔

اپنے پہلے ہی لیکچر کے بعد انہوں نے ایک مختصر سا پمفلٹ تقسیم کیا جس کا عنوان "وقت بہت کم ہے" تھا اور یہی ان کے لیکچر کا موضوع بھی تھا۔ جب سوالات کے لئے انہوں نے حاضرین کو وقت دیا تو ہمارے ایک احمدی دوست نے ان سے پوچھا کہ جب وہ کہتے ہیں کہ وقت کم ہے تو ان کا اس سے کیا مطلب ہے۔ چند ہفتے، چند سال یا چند صدیاں! اس پر وہ مسکرائے اور کہنے لگے کہ یہ تو کسی کو معلوم نہیں لیکن مَیں یہ ضرور کہہ سکتا ہوں کہ اب وقت بہت کم رہ گیا ہے۔

ہمارے احمدی دوست (Mr S. B. Giwa) نے پھر انہیں اس بات کی طرف متوجہ کیا کہ مسیح کی آمد کا تو گزشتہ صدی میں صدی کے شروع سے اخیر تک انتظار کیا جاتا رہا ہے لیکن آپ کے خیال کے مطابق وہ ابھی تک نہیں آئے اور ہو سکتا ہے کہ مزید کئی صدیوں تک آپ یہی کہتے چلے جائیں کہ اب مسیح آئے کہ آئے۔ جبکہ آپ کو نہ تو الہاماً بتایا گیا ہے کہ مسیح کی آمد کا وقت قریب ہے اور نہ ہی اس علم کا کوئی اور یقینی ذریعہ آپ کے پاس ہے تو پھر آپ کو

اس وقت لیکچروں کے ذریعہ لوگوں کی توجہ اس طرف مبذول کرانے کا خیال کیونکر آیا؟

آجکل مسیحی منادوں کی شدتِ انتظار کی وجہ یہ بھی ہے کہ وہ دیکھتے ہیں کہ احمدیہ جماعت جو یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ جس مسیح نے جس رنگ میں آنا تھا وہ آچکے ہیں اور احمدیہ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے روزافزوں ترقی پر ہے پھر آخر ان کے مسیح کو کیا ہوا۔ چنانچہ جوں جوں ان لوگوں کو احمدیت کی ترقی کا احساس ہوتا ہے ان کا انتظار بھی شدید سے شدید تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ جن پادری صاحب کا میں نے ذکر کیا ہے انہوں نے اپنے دوسرے لیکچر میں اس بات پر زور دیا کہ ہو سکتا ہے کہ مسیح آج رات ہی آجائیں۔ ان کی شدتِ انتظار کی وجہ بھی ان کا یہی احساس ہے کہ احمدی جماعت نہایت سرعت کے ساتھ ترقی کر رہی ہے۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ یہ لیکچر بھی وہ اسی احساس کے ماتحت دے رہے ہیں۔

یہ پادری صاحب چرچز آف گاڈ (Churches of God) سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کا شائع کردہ ایک پمفلٹ "Which way shall I take" "میں کونسا راستہ اختیار کروں" کچھ عرصہ ہوا برادرم مکرم عبدالمجید صاحب بھٹی پرنسپل سی ٹیچر ٹریننگ کالج نے مجھے دیا اور کہا کہ میں اس کا جواب لکھوں۔ خاکسار نے اس کا جواب لکھنے سے قبل پمفلٹ پر دیئے ہوئے پتہ پر اپنا لٹریچر ارسال کیا اور اخبار ٹروتھ (Truth) بھی بھیجنا شروع کر دیا۔ ٹروتھ کے ابھی دو تین ہی پرچے اُن کو ملے ہوں گے کہ انہوں نے مجھے ایک خط لکھا اور اس خط کے ذریعہ ہمارا اخبار بھی واپس کر دیا۔ خط کا مضمون یہ تھا:۔

"مہربانی فرما کر آپ ہمیں اپنا لٹریچر ہرگز ارسال نہ کریں۔ ہم نے آپ کے لٹریچر کے لئے کبھی درخواست نہیں کی اور ہم انتہائی طور پر آپ کے خیالات سے اختلاف رکھتے ہیں۔"

اپنے دستخطوں کے نیچے انہوں نے یہ بھی لکھا کہ وہ "یورپین مشنری" ہیں۔ غالباً ان کی ذہنیت پر وہی نوآبادیاتی رنگ طاری ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ "یورپین مشنری" کہنے سے اُن کی بات کا زیادہ اثر ہوگا۔

چنانچہ اس خط کی وصولی کے بعد خاکسار نے اُن کے پمفلٹ کا جواب اپنے اخبار ٹروتھ میں شائع کیا اور جب ان کو اس اخبار کی ایک کاپی بھیجی گئی تو پھر انہوں نے واپس کر دی اور لکھا کہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم نے اخبار میں سے اپنے متعلقہ مضمون کا تراشہ لفافے میں ڈال کر اُن کو ارسال کر دیا۔ ہمارے اس خط کے ملنے کے دو چار روز بعد انہوں نے اپنے لیکچروں کا پروگرام بنایا اور اخبارات میں اشتہار دیا کہ وہ مسیح کی آمدِ ثانی پر آٹھ لیکچر دیں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ احمدیت کی ترقی کی وجہ سے مسیحی منادوں کو اب پہلے سے بھی زیادہ شدت کے ساتھ مسیح کی آمد کا انتظار ہے لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے:۔

"مسیح موعود کا آسمان سے اُترنا محض جھوٹا خیال ہے۔ یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اُترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے

اور کوئی ان میں سے عیسیٰ ابن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اُترتا نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰؑ ابتک آسمان سے نہ اُترا۔ تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ مَیں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔"

(تذکرۃ الشہادتین)

اقتباس

"بے غیرت لوگ"

"۲۱ راگست کو مرحوم احراری راہنما عطاءاللہ شاہ بخاری کی برسی منانے کے لیے بعض اخبارات نے خاص نمبر نکالے اس کے علاوہ انہیں خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لئے ایک جلسۂ عام بھی منعقد کیا گیا۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ یہ سب کچھ ایک ایسے ملک میں ہوا ہے جس کے قیام کو روکنے کے لئے مرنے والے نے ہر ممکن کوشش کی۔ یہ بات تاریخ کی پیشانی پر بڑے موٹے حروف میں لکھی ہے۔ کہ عطاءاللہ شاہ بخاری اور اس قبیلہ سے تعلق رکھنے والے دوسرے لوگ پاکستان کے سب سے بڑے دشمن تھے۔ اگر ہندو نے ہندوستان کو تقسیم ہونے سے بچانے اور پاکستان کو معرضِ وجود میں آنے سے روکنے کے لئے جدوجہد کی تو اس کی وجہ سمجھ میں آسکتی ہے لیکن جن مسلمانوں نے مسلمان ریاست کے قیام کو روکنے کے لئے ہندو اور انگریز کا ساتھ دیا اُنہیں اخلاق اور قانون کے کسی ضابطہ کی رُو سے معاف نہیں کیا جا سکتا۔ اگر ہم سولہ سال پہلے کے واقعات پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اِس قبیلہ کے لوگوں نے ہندی مسلمان کو تباہ کرنے کی سازش میں ہندو اور انگریز سے بھی بڑھ کر حصہ لیا، بلاشبہ یہ لوگ پاکستان کے غدار ہیں۔ جب ملک تقسیم ہو رہا تھا تو کوئی شخص ان کی صورت تک دیکھنے کے لئے بھی تیار نہ تھا۔ آزادی اور قیامِ پاکستان کی جدوجہد میں اِس فکر و نظر کے حامل لوگوں نے ہر ممکن طریق سے دس کروڑ ہندی مسلمانوں کی تمناؤں کو ناکام بنانے کی کوشش کی۔ ہندو کے روپیہ نے اِن لوگوں کو اپنے ہی بھائیوں کے خلاف صف آراء ہونے کی ترغیب دی۔" (روزنامہ آلِ پاکستان لاہور ۲۲ راگست ۱۹۶۲ء)

اور کوئی ان میں سے عیسٰی ابن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسٰی بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اُترتا نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی مگر مریم کا بیٹا عیسٰیؑ ابتک آسمان سے نہ اُترا۔ تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسٰی کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔"

(تذکرۃ الشہادتین)

اقتباس

"بے غیرت لوگ"

"۲۱ر اگست کو مرحوم احراری راہنما عطاء اللہ شاہ بخاری کی برسی منانے کے لئے بعض اخبارات نے خاص نمبر نکالے اس کے علاوہ انہیں خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لئے ایک جلسہ عام بھی منعقد کیا گیا۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ یہ سب کچھ ایک ایسے ملک میں ہوا ہے جس کے قیام کو روکنے کے لئے مرنے والے نے ہر ممکن کوشش کی۔ یہ بات تاریخ کی پیشانی پر بڑے موٹے حروف میں لکھی ہے کہ عطاء اللہ شاہ بخاری اور اس قبیلہ سے تعلق رکھنے والے دوسرے لوگ پاکستان کے سب سے بڑے دشمن تھے۔ اگر ہندو نے ہندوستان کو تقسیم ہونے سے بچانے اور پاکستان کو معرضِ وجود میں آنے سے روکنے کے لئے جدوجہد کی تو اس کی وجہ سمجھ میں آسکتی ہے لیکن جن مسلمانوں نے مسلمان ریاست کے قیام کو روکنے کے لئے ہندو اور انگریز کا ساتھ دیا اُنہیں اخلاق اور قانون کے کسی ضابطہ کی رُو سے معاف نہیں کیا جا سکتا۔ اگر ہم سولہ سال پہلے کے واقعات پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس قبیلہ کے لوگوں نے ہندی مسلمان کو تباہ کرنے کی سازش میں ہندو اور انگریز سے بھی بڑھ کر حصہ لیا۔ بلاشبہ یہ لوگ پاکستان کے غدار ہیں۔ جب ملک تقسیم ہو رہا تھا تو کوئی شخص ان کی صورت تک دیکھنے کے لئے بھی تیار نہ تھا۔ آزادی اور قیامِ پاکستان کی جدوجہد میں اس فکر و نظر کے حامل لوگوں نے ہر ممکن طریق سے دس کروڑ ہندی مسلمانوں کی تمناؤں کو ناکام بنانے کی کوشش کی۔ ہندو کے روپیہ نے ان لوگوں کو اپنے ہی بھائیوں کے خلاف صف آراء ہونے کی ترغیب دی۔" (روزنامہ آلِ پاکستان لاہور ۲۲ر اگست ۱۹۶۲ء)

مسلسل

جناب ملک محمد مستقیم صاحب ایڈووکیٹ منٹگمری

جنگِ بدر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ جنگی صلاحیتوں کا ظہور

۱۔ حضورؐ نے اس کمال دانشمندی سے مدینہ سے باہر دشمن سے مقابلہ کا منصوبہ تیار کیا اور اس بلا کی تیزی اور خاموشی کے ساتھ ۸۰ میل کا سفر کیا کہ دشمن کو اپنا سارا منصوبۂ جنگ بدلنا پڑا۔ یعنی کہ **ابتدائی کامیابی** (initiative) کا پہلو حضورؐ کے ہاتھ رہا اور دشمن کو اس کے تابع اور ماتحت ہو کر نئی تجاویز سوچنا پڑیں۔ قریش مکہ کا منصوبہ تھا کہ مدینہ کی دیواروں کے نیچے خیمہ زن ہوں گے، جانوروں کو آرام دیں گے، اچھا چارہ اور پانی ملے گا، تازہ دم ہو جائیں گے، نقل و حرکت آسان ہوگی۔ اہلِ مدینہ کا نقصان ہوگا، فصل خراب ہوگی۔ اس کا خاطر خواہ اثر محصورین پر پڑے گا۔ اور پھر یہود و منافقین سے گٹھ جوڑ کر کے مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچا سکیں گے لیکن حضورؐ نے میدانِ بدر میں قریش کو اس طرح آلیا کہ اُن کو آپ کی آمد کی خبر تک نہ ہو سکی اور اب سابقہ منصوبہ سب خاک میں مل گیا۔

۲۔ حضورؐ نے اپنی فوج کے اندر کامل اطاعت کی روح پھونک دی تھی اور صحابہؓ حضورؐ کے احکام پر ہمہ تن گوش ہو کر کاربند ہو گئے تھے۔

۳۔ حضورؐ نے صحابہ کو یقین دلایا تھا کہ لشکرِ قریش کا مقصد دنیاوی حرص اور مسلمانوں کو فنا کرنا ہے۔ جبکہ ہمارا نصب العین نظامِ نَو (اسلام) کو دنیا میں قائم کرنا ہے اور یہ نقطۂ نظر بہت وسیع اور بلند ہے۔ جس قوم کو فنا کا ڈر ہوتا ہے وہ پورے جوش کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرتی ہے۔ بالخصوص جبکہ نظامِ نَو کا قیام بھی ان کے ہاتھوں ضروری ہو۔ حضورؐ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ تمہارے کردار پر نصرتِ الٰہی مرتّب ہوگی جس کا وعدہ تم سے کیا گیا ہے۔ اس لئے پوری جانفروشی، ثابت قدمی، بلند حوصلگی اور تعاون سے مقابلہ کرو۔ یہ تقریر صحابہ کے لئے بجلی کی مانند طاقت پیدا کرنے کا موجب ہوئی۔ اس لئے صحابہ نے اپنی قلّتِ تعداد کو بھول کر لشکرِ قریش کی کثرت کو شکار کی کثرت سے زیادہ

وقعت نہ دی اور خوش ہوتے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے دلوں کو محبت سے موہ لیا۔ نصرت کی خوشخبری سے اُن کو یقین دلایا اور مقصد کی صداقت و فتح کو واضح۔ جس کی وجہ سے صحابہ اس قدر بے جگری سے نبرد آزما ہوئے کہ آسمان نے کسی میدانِ جنگ میں اس کا نظارہ اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

۴۔ صحابہ کو حضورؐ کی قیادت کے بارے میں کامل اعتماد تھا کہ وہ ضرور ان کو کامیابی کا منہ دکھائے گی۔ اس لئے وہ ہر حکم کی پابندی لفظی و معنوی پوری طرح کرتے تھے۔ اور وہ ظاہراً و سراً یا انفرادی طور پر یا اجتماعی صورت میں سرِمُو کے برابر بھی اِدھر اُدھر نہ ہوتے تھے۔ اُن کی ثابت قدمی نے قریش کا منہ پھیر دیا۔ صحابہ مضبوط پہاڑ کی طرح اپنی جگہ پر کھڑے رہے اور دشمن کے یکجائی حملہ کا مقابلہ کیا۔ جو حرارتِ قلبی آپ کے دماغ اور روح کو روشن و گرم کر رہی تھی۔ وہی کیفیت آپ نے صحابہ کے اندر منتقل کر کے ان کے جذبات کو اس قدر ابھار دیا تھا کہ وہ شوقِ شہادت کیلئے بے قرار ہو رہے تھے۔

۵۔ آپ نے بہترین ماسٹر پلان "منصوبہ جنگ" تیار کیا۔ اس کو عملی جامہ پہنایا۔ قریب سے اس پر نظر رکھی اور اس امر کی احتیاط کی کہ کوئی دوسرا تکمیل میں مداخلت نہ کر پائے اور اِس منصوبہ کا بنیادی نقطہ یا مرکزی مدعا حاصل ہو جائے کہ مسلمان فیصلہ کن جنگ میدان میں لڑیں اور پیٹھ دکھانے یا فرار پر آمادہ نہ ہوں۔

۶۔ آنحضرتؐ نے کسی فیصلہ پر پہنچنے میں دیر نہ لگائی اور نہایت اطمینان سے ہر حملۂ جنگ کا مقابلہ کیا۔ جب عتبہ نے مکہ والوں میں سے مبارزین کا مطالبہ کیا تو حضورؐ نے اپنے اقرباء حمزہؓ اور علیؓ کو آگے بڑھایا۔

۷۔ حضورؐ کے منصوبہ میں اس قدر لچک تھی کہ وہ حالات کے مطابق بدل رہا تھا۔ مگر اس تبدیلی کا کوئی دوسرا صحابی مجاز نہ تھا۔ یہ صرف حضورؐ کا اپنا اختیار تھا اور آپؐ ہی اس کے مجاز تھے کیونکہ منصوبہ بندی آپؐ نے کی تھی اس لئے اس کا مصنف ہی بہتر جانتا ہے کہ کس گوشے اور زاویے میں ترمیم یا ایزادی کی ضرورت ہے۔ آپ نے کم خونریزی کو روا رکھا۔ قیدیوں کو قتل سے بچایا۔ تعاقب سے فوج کو روکے رکھا۔ قریش کے حملہ عام کو روکنے کا حکم دیا اور اُن کی واپسی پر خود صحابہ کو اجتماعی حملہ کا حکم دیا۔

۸۔ حضورؐ نہ صرف میدانِ جنگ میں حاضر رہے بلکہ صفِ دشمن کے قریب اور اپنے صحابہ کے اندر موجود رہے تاکہ مشورہ کے لئے افسران کو پیچھے بلانا نہ پڑے اور فوری احکام جاری ہو سکیں۔

۹۔ حضورؐ نے خود ابتدائی ہدایات جاری فرمائیں جس سے صحابہ کو یقینی طور پر حضورؐ کے ایماء اور ارادہ کا علم ہوا اور کسی شک و شبہ کی گنجائش نہ رہی۔ اور برکت و فتح کی اُمید روشن ہو گئی۔

۱۰- حضورؐ نے جنگِ بدر کی فتح کا منصوبہ کسی ما قبل
لیڈر یا جرنیل کی تقلید میں نہیں بنایا۔ کیونکہ ایسے
منصوبے تو مصیبت کا موجب ہوتے ہیں۔ بلکہ
آپؐ نے خود جدید تکنیک کو رواج دیا جو عرب
میں موجود نہ تھی۔

قلتِ فوج کو لشکرِ کثیر کے مقابلہ کے لئے
اس میں دوسری خوبیاں پیدا کیں۔ جن سے کثرت
کا فائدہ باطل ہؤا اور قلتِ تعداد بھاری ہوگئی۔
مثلاً حوصلہ کو بلند کیا، جوشِ مقابلہ کو تیز کیا اور
باہمی تعاون کو کسی قیمت پر بھی ترک نہ کرنے کی
ہدایت کی۔ یہ حضورؐ کی خداداد قابلیت کا مظاہرہ
تھا۔

حضورؐ نے بالکل معمولی خونریزی کے بعد نتیجۂ
جنگ اپنے حق میں حاصل کر لیا۔ چند اموات کا
ہونا اور اتنے بڑے گروہ کا مقابلہ کرنا اور وزنی
اسلحہ کا استعمال آپؐ کے کمال ماہرِ فن ہونے کا
ثبوت ہے۔

۱۱- جب دو ارادی قوتوں کا مقابلہ ہؤا یعنی دشمن
کی قوتِ ارادی اور حضورؐ کی قوتِ ارادی کا۔
تو حضورؐ نے سبقت حاصل کی۔ کیونکہ جب میدانِ
جنگ میں فیصلہ معطل ہو کہ نہ معلوم پلّہ کدھر بھاری
ہے اور کشش و پیچ کا معاملہ ہو۔ اگر ایسے وقت میں
آپ کا دل دھڑکنے اور کانپنے لگے تو سمجھئے کہ
معاملہ بگڑ گیا۔ مگر حضورؐ نے کسی سطح پر بھی ایسا محسوس
نہیں کیا کہ جنگ کی باگ حضورؐ کے ہاتھ سے نکل
رہی ہے اور دشمن آپ پر چھا رہا ہے۔ بلکہ قریش
کے اجتماعی حملہ پر آپؐ نے صحابہ کو اپنے قدم پر
مقابلہ کا حکم دیا اور جب قریش واپس ہٹے تو
آپؐ نے صحابہ کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اب حضورؐ نے
نہ تو قلت کا خیال کیا اور نہ ہی بے سروسامانی
پر نظر کی۔

۱۲- حضورؐ خود تفصیلِ جنگ میں نہیں پڑے بلکہ علیحدہ
مقام سے غور و فکر کر کے صحابہ کو لڑاتے رہے۔
نقشۂ جنگ آپؐ کے اشاروں پر بدلتا رہا۔ آپؐ
نے نہ تو انفرادی کردار پر نکتہ چینی کی اور نہ اُسے
روکا۔ بلکہ کامل آزادی دی۔ گویا کہ ایک وقت
میں ہی مرکزیت اور انفرادیت کے پہلو نمایاں فرمائے۔

۱۳- حضورؐ نے صحابہ کی صف بندی (Grouping)
اس طرح کی کہ مہاجرین کو آگے رکھا اور دور اندیشی
سے کام لیا۔

۱۴- حضورؐ نے میدانِ جنگ میں اس الحاح سے دعا کی
اور صحابہ کی حفاظت چاہی کہ ان میں حضورؐ سے والہانہ
محبت پیدا ہو گئی اور وہ پکار اُٹھے کہ یا رسول اللہ
اگر ہم کماحقہٗ آپ کی حفاظت اپنی کمزوری کی وجہ
سے نہ کر سکیں تو حضور واپس مدینہ تشریف لیجائیں۔
وہاں ہمارے بھائی بند پوری وفاداری سے آپ
کی حفاظت کریں گے اور اس جوش نے ان کے اندر
غضب کی قوت بھر دی جس سے دشمن ششدر رہ گیا۔
کہ دو انصاری لڑکوں نے ابوجہل کو زخمی کر کے گرا دیا
اور وہ لقمۂ اجل ہؤا۔

سپاہی کو آپ کی ہمدردی کا یقین ہو تو اس کو
آپ کہیں لے جائیں وہ وہاں اور ہر حالت میں،
بھوک میں، پیاس میں، اسلحہ کے ساتھ، تنہا، لڑے گا،
مقابلہ کرے گا اور جان تک دینے سے دریغ نہیں
کرے گا۔ یہی حال صحابہ کا تھا اور یہ حضورؐ کی صحبت
کا اثر تھا۔

۱۵- حضور علیہ السلام نے ہجرت سے قبل غیر محدود جنگ
کا آغاز کیا تھا۔ یعنی حضور قرآنی تعلیم کی زرہ پہن کر
اوامر و نواہی کے اسلحہ سے آراستہ ہو کر مسلمانوں
کی معیت میں صداقت کے دفاع کے لئے کفارِ مکہ
سے نبرد آزما ہوئے تھے اور اس میں تیرہ سال تک
لگے رہے۔ اور آئندہ تا زندگی یہی لائحہ عمل رہا۔
لیکن قریشِ مکہ فقط عارضی مقابلہ یعنی "محدود جنگ"
(Limited war) کے لئے تیار ہوئے۔
پہلی مرتبہ میدانِ بدر میں مقابلہ کے لئے پہنچے اور ہزیمت
اُٹھائی۔ اور آئندہ بھی مقابلہ سے عاجز رہے۔ آخر
بے دست و پا ہو کر حضورؐ کے قدموں میں گر پڑے اور
وہی جامہ پہن لیا جو حضورؐ نے زیبِ تن کیا تھا۔ بس
اب کیا تھا دنیا کی زمین اُن کے سامنے سمٹتی چلی گئی اور
باوجود اپنی وسعت کے ان کے سامنے تنگ نظر آنے
لگی۔ جو سلطنتیں مقابلہ کے لئے اُٹھیں پاش پاش ہو گئیں۔
جو قوم سامنے آئی وہ تباہ ہوئی۔ لشکرِ اسلامی جہاد
کا جھنڈا لہراتے ہوئے دنیا کے بیشتر حصہ پر چھا گیا
اور صدیوں تک دندناتا رہا۔ ◆

ایک بہائی کے بہائیوں سے تین سوال

محبت اللہ نامی بہائی اپنے تازہ ٹریکٹ "خدا کی آواز"
میں بہائیوں سے پوچھتے ہیں:-

"میں پوچھتا ہوں کہ غصن اعظم اور غصن اکبر کے مسئلے
پر جب حضرت بہاء اللہ کے دونوں لڑکوں یعنی عبد البہاء اور
محمد علی میں اختلاف حد سے زیادہ بڑھ گیا اور دونوں کھلم کھلا
ایک دوسرے کے خلاف باتیں کرنے لگے تو بتاؤ حضرت بہاء اللہ
کے فرمان کی روشنی میں کہ بہائیوں میں اگر دو آدمی کسی بات پر
اختلاف کریں تو دونوں جھوٹے ہیں عبد البہاء اور محمد علی کو
کیا سمجھا جائے؟ جواب دو اور تم سب مل کر بحث کر کے
تم سے خدا جو سوال کرتا ہے کیا وہ صحیح ہے یا جھوٹ؟
اے بہائیو! ہاں دوسری بات میں تم سے یہ پوچھتا ہوں کہ
بتاؤ جب حضرت بہاء اللہ نے عورت اور مرد کو برابر حقوق دیئے
ہیں تو تم اس میں کس لئے خیانت کرتے ہو؟ بتاؤ کیا ولی امر اللہ
شوقی آفندی خلیفہ دوم کی موت کے بعد سوئم ولی امر اللہ
کے بجائے ایادی امر اللہ (۹ افراد کا انتظامیہ بورڈ) کا جو
قیام عمل میں لایا گیا ہے تو کیا تم نے اس میں عورتوں کو ان کے
حق کی برابر نمائندگی دی ہے؟ اور میں اسی بابت تم سے ایک
سوال یہ کرتا ہوں کہ جب تم محافلِ محلی کے صدروں کا ہر سال
ہر شہر میں جمہوری طریقے پر چناؤ کرتے ہو تو بتاؤ اس انتخاب
میں اب تک عورتوں کو... کتنی بار صدر چنا گیا؟ جواب دو۔
تیسری بات میں تم سے یہ پوچھتا ہوں کہ جب اہلِ بہاء آپس میں بھائی
بھائی ہیں... تو بتاؤ کہ ایرانی بہائیوں نے پاکستانی بہائیوں کے ساتھ
ایرانی خواتین کی کتنی شادیاں کی ہیں؟ اور نہیں کی ہیں تو کیا اسلئے
کہ غیر ایرانی بہائی اچھوت یعنی کم عزت کے بہائی ہیں۔ اور کیا ایرانی بہائیوں کا یہ طریقہ درست ہے کہ غیر ایرانی بہائی عورتوں کو اپنی بیویاں تو بنالیں
اور ایرانی بہائی عورتوں کو ہندوستانی یا پاکستانی بہائیوں کی بیویاں نہ بننے دیں؟ جواب دو۔" ◆

آل عمران ع ۱۹
(مسلسل)

البیان

قرآن مجید کا سلیس اردو ترجمہ مختصر اور مفید تفسیری حواشی کے ساتھ

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ م

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی بات سُن لی ہے جنہوں نے کہا کہ گویا اللہ تعالیٰ تو محتاج اور تنگ دست ہے اور ہم غنی ہیں۔ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) ہم انکے

سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ لا وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا

قول کو نوٹ کر رہے ہیں نیز ان کے نبیوں کو ناحق طور پر قتل کرنے کو بھی لکھ رہے ہیں (وقت آنے پر) ہم ان سے کہیں گے کہ جلنے

عَذَابَ الْحَرِيْقِ ○ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ

کے عذاب کا مزہ چکھو۔ یہ (سزا) ان اعمال کے بدلہ میں ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں اللہ تعالیٰ یقیناً اپنے بندوں پر

بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ○ اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ

ذرہ بھر بھی ظلم کرنے والا نہیں۔ وہ (یہودی) لوگ جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے عہد لے رکھا ہے کہ ہم کسی مدعی رسالت پر اس وقت

تفسیر۔ اِس رکوع کی نو(۹) آیات ہیں۔ پہلی آیت میں مکذبین بالخصوص یہود کے ایک سراسر غلط استدلال اور ایک گھناؤنے فعل، قتلِ انبیاء، کا تذکرہ ہے۔ نبیوں کی تکذیب اور ان کا مقابلہ کرتے رہنے سے اخلاقی حالت بھی گر جاتی ہے اور بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی کا چشمہ بھی خشک ہو جاتا ہے۔ یہود کے انتہائی بخل اور مال سے ناجائز محبت کے غلبہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے کہہ دیا کہ ہم غریبوں اور محتاجوں کی کیوں مدد کریں خود خدا ان کی مدد کرے ورنہ یہ مان لیا جائے کہ خدا فقیر و محتاج ہے اور ہم غنی ہیں۔ یہ قول انتہائی گندہ ذہنیت کا نتیجہ تھا۔ کنجوسی اور بخل کے علاوہ اس میں اللہ تعالیٰ کی صفات پر بھی ناپاک اعتراض ہے اِسی لئے فرمایا سنکتب ما قالوا۔ اِس لکھنے سے مراد سزا دینے کے لئے نوٹ کر لینا ہے۔ اس آیت میں ان کے دوسرے عمل قتلِ انبیاء کو بھی اسی کے ساتھ شامل فرمایا ہے۔ لفظ "بغیر حقّ" صرف توضیح کے لئے آیا ہے جس سے اس فعل کی شناعت کو نمایاں تر کرنا مقصود ہے۔ یہود کے یہ دونوں

سپاہی کو آپ کی ہمدردی کا یقین ہو تو اس کو آپ کہیں لے جائیں وہ وہاں اور ہر حالت میں، بھوک میں، پیاس میں، اسلحہ کے ساتھ، تنہا، لڑے گا، مقابلہ کرے گا اور جان تک دینے سے دریغ نہیں کرے گا۔ یہی حال صحابہ کا تھا اور یہ حضورؐ کی صحبت کا اثر تھا۔

۱۵۔ حضور علیہ السلام نے ہجرت سے قبل غیر محدود جنگ کا آغاز کیا تھا۔ یعنی حضور قرآنی تعلیم کی زرہ پہن کر اوامر و نواہی کے اسلحہ سے آراستہ ہو کر مسلمانوں کی معیت میں صداقت کے دفاع کے لئے کفارِ مکہ سے نبرد آزما ہوئے تھے اور اس میں تیرہ سال تک لگے رہے۔ اور آئندہ تا زندگی یہی لائحہ عمل رہا۔ لیکن قریش مکہ فقط عارضی مقابلہ یعنی "محدود جنگ" (Limited war) کے لئے تیار ہوئے۔ پہلی مرتبہ میدانِ بدر میں مقابلہ کے لئے پہنچے اور ہزیمت اٹھائی۔ اور آئندہ بھی مقابلہ سے عاجز رہے۔ آخر بے دست و پا ہو کر حضورؐ کے قدموں میں گر پڑے اور وہی جامہ پہن لیا جو حضورؐ نے زیب تن کیا تھا۔ بس اب کیا تھا دنیا کی زمین اُن کے سامنے سمٹتی چلی گئی اور باوجود اپنی وسعت کے ان کے سامنے تنگ نظر آنے لگی۔ جو سلطنتیں مقابلہ کے لئے اٹھیں پاش پاش ہو گئیں۔ جو قوم سامنے آئی وہ تباہ ہوتی گئی۔ لشکرِ اسلامی جہاد کا جھنڈا لہراتے ہوئے دنیا کے بیشتر حصہ پر چھا گیا اور صدیوں تک دندناتا رہا ۔

ایک بہائی کے بہائیوں سے تین سوال

محبت اللہ نامی بہائی اپنے تازہ ٹریکٹ "خدا کی آواز" میں بہائیوں سے پوچھتے ہیں:-

"میں پوچھتا ہوں کہ غصن اعظم اور غصن اکبر کے مسئلے پر جب حضرت بہاء اللہ کے دونوں لڑکوں یعنی عبدالبہاء اور محمد علی میں اختلاف حد سے زیادہ بڑھ گیا اور دونوں کھلم کھلا ایک دوسرے کے خلاف باتیں کرنے لگے تو بتاؤ حضرت بہاء اللہ کے فرمان کی روشنی میں کہ بہائیوں میں اگر دو آدمی کسی بات پر اختلاف کریں تو دونوں جھوٹے ہیں عبدالبہاء اور محمد علی کو کیا سمجھا جائے؟ جواب دو اور تم سب مل کر بحث کرو کہ تم سے خدا جو سوال کرتا ہے کیا وہ صحیح ہے یا جھوٹ؟

اے بہائیو! ہاں دوسری بات میں تم سے یہ پوچھتا ہوں کہ بتاؤ جب حضرت بہاء اللہ نے عورت اور مرد کو برابر حقوق دیئے ہیں تو تم اس میں کس لئے خیانت کرتے ہو؟ بتاؤ کیا ولی امر اللہ شوقی آفندی خلیفہ دوئم کی موت کے بعد سوئم ولی امر اللہ کے بجائے ایادی امر اللہ (۹ افراد کا انتظامیہ بورڈ) کا جو قیام عمل میں لایا گیا ہے تو کیا تم نے اس میں عورتوں کو ان کے حق کی برابر نمائندگی دی ہے؟ اور میں اسی بابت تم سے ایک سوال یہ کرتا ہوں کہ جب تم محافل محلی کے صدروں کا ہر سال ہر شہر میں جمہوری طریقے پر چناؤ کرتے ہو تو بتاؤ اس انتخاب میں اب تک عورتوں کو ... کتنی بار صدر چنا گیا؟ جواب دو۔

تیسری بات میں تم سے یہ پوچھتا ہوں کہ جب اہلِ بہاء آپس میں بھائی بھائی ہیں ... تو بتاؤ کہ ایرانی بہائیوں نے پاکستانی بہائیوں کے ساتھ ایرانی خواتین کی کتنی شادیاں کی ہیں؟ اور نہیں کی ہیں تو کیا اسلئے کہ غیر ایرانی بہائی اچھوت یعنی کم عزت کے بہائی ہیں۔ اور کیا ایرانی بہائیوں کا یہ طریقہ درست ہے کہ غیر ایرانی بہائی عورتوں کو اپنی بیویاں تو بنالیں مگر ایرانی بہائی عورتوں کو ہندوستانی یا پاکستانی بہائیوں کی بیویاں نہ بننے دیں؟ جواب دو"

لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ؕ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ

تک ایمان نہ لائیں جب تک وہ ہمارے سامنے ایسی قربانی نہ پیش کرے جسے آگ کھا جاتے۔ (بالکل بے بنیاد بات کہتے ہیں) اے نبی! تو ان سے دریافت کر

قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ

کہ مجھ سے پہلے بہت سے ایسے رسول تمہارے پاس آ چکے ہیں جو بیّنات لائے اور وہ نشان بھی جو تم کہتے ہو پھر تم ان کے درپے قتل کیوں رہے اگر تم

صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ

سچے تھے؟ اگر یہ لوگ آج تیری تکذیب کرتے ہیں تو (ہراساں نہ ہو کیونکہ) تجھ سے پہلے ان سب انبیاء کو بھی جھٹلایا جاتا رہا ہے

بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ

جو بیّنات، صحیفے اور روشن کتاب لائے تھے۔ ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے۔

وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ

صرف قیامت کے دن تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ جسے اس وقت آگ سے پرے رکھا گیا بلکہ

روئیے اندرونی سوزش اور بیرونی اشتعال کی صورت میں ظاہر ہوئے اسلئے انہی کے مناسب حال سزا "عذاب الحریق" مقرر ہوئی۔

دوسری آیت میں وضاحت کی گئی ہے کہ سزا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے قطعاً کسی قسم کی زیادتی نہیں ہوتی۔ بھلا رب العالمین کیلئے یہ بات کس طرح سزاوار ہے کہ وہ اپنے بندوں پر ظلم کرے بلکہ سزا تو خود انسانی اعمال اور نیّتوں کا نتیجہ ہے۔

تیسری آیت میں یہود کے اس اعتراض کا جواب دیا گیا ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لانے میں اسلئے حق بجانب ہیں کہ آپ سوختنی قربانی کی تعلیم نہیں لائے نہ ہی آپ نے قربانی کو آگ کے کھا جانے کا معجزہ دکھایا ہے۔ ہم تو اسی نبی پر ایمان لا سکتے ہیں جو یہ تعلیم لائے اور یہ معجزہ دکھائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارا یہ بیان سراسر غلط ہے۔ الہامی کتابوں میں ایسا کوئی نشان نبی آخر الزمان کے لئے مقرر نہیں۔ ہاں انبیاء اپنے اپنے وقت میں اپنی صداقت کے نشان دکھاتے رہے ہیں اور آج رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بھی "علیٰ بیّنۃ من ربّہ" کے مقام پر ہیں۔ صدہا نشان آپ سے ظاہر ہو رہے ہیں اسلئے آپ کی صداقت واضح ہے۔ پھر فرمایا کہ یہود یہ تو بتائیں کہ اگر ان کا یہ دعویٰ درست ہے تو وہ سابقہ اسرائیلی انبیاء کو جو بقول ان کے سوختنی قربانی کی تعلیم بھی دیتے تھے اور نشان بھی دکھاتے تھے کیوں جھٹلاتے رہے اور ان کے درپے قتل رہے۔ کیا یہ امر موجودہ یہود کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں؟

أُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۗ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ۝

جنت میں داخل کیا گیا وہ یقیناً کامیاب ہو گیا۔ یہ ورلی زندگی تو صرف ایک فریب کا سامان ہے۔

لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۣ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ

اے مسلمانو! تمہارے مالوں اور تمہاری جانوں میں ضرور تمہاری آزمائش ہوتی رہے گی۔ نیز تمہیں ان لوگوں کی طرف سے جو

اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ۭ

تم سے پہلے کتاب دیئے جا چکے ہیں اور مشرکین کی طرف سے بھی بہت سی تکلیف دہ باتیں سننی پڑیں گی۔

وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ وَاِذْ

ہاں اگر تم صبر کروگے اور تقویٰ اختیار کروگے تو یہ ہمت اور بڑے عزم کی بات ہے۔ یاد کرو جب

اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ

اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے نہایت پختہ عہد لیا تھا کہ تم اس کتاب کو کھول کر لوگوں کے سامنے بیان کرتے رہوگے

چوتھی آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کی تسلی و اطمینان کے لئے ذکر فرمایا کہ ہر قوم اور ہر ملک میں آنیوالے نبیوں کو جو نشانات بھی لاتے رہے صحیفے اور ابتدائی موٹے احکام پر مشتمل چھوٹی کتابیں (الزبر: زبور کی جمع ہے) بھی لاتے رہے اور ان کو روشن کتاب بھی دی گئی ان سب نبیوں کو لوگوں نے جھوٹا اور مفتری قرار دیا تھا مگر نتیجہ کیا ہوا؟ یہی نا کہ مکذبین مغلوب ہوئے اور ناکام و نامراد رہے۔ آج بھی مخالفین کی تکذیب کا یہی نتیجہ نکلنے والا ہے۔ دشمنوں کی عارضی اور وقتی چہل پہل سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔

پانچویں آیت میں بتایا گیا ہے کہ سب دشمنانِ اسلام آخر تباہ ہوں گے اور مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہوگا مگر دنیا کا یہ غلبہ اور یہ فتوحات اس جاں سپاری اور جہاد کا پورا اجر نہیں ہوں گی جو مومن راہِ خدا میں بجالا رہے ہیں۔ پورا اجر دائمی طور پر اگلی زندگی میں ملیگا۔ دنیا تو عارضی اور فانی ہے اس کے ساز و سامان سے دھوکہ نہ کھانا چاہیئے۔ اصل کامیابی جہنم سے محفوظ رہ کر جنت حاصل کرنی ہے۔ اس جنت کا ایک نمونہ طمانیتِ قلب کی صورت میں مومنوں کو اس دنیا میں بھی ملتا ہے۔

چھٹی آیت میں مومنوں کو ہمّت و عزیمت سے موجودہ ابتلاؤں کو برداشت کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ یہ مالی و جانی ابتلاء درحقیقت مومنوں کی باطنی خوبیوں کے اظہار کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ اس آیت میں یہ بھی خبر دی گئی ہے کہ اہلِ کتاب اور مشرکین مسلمانوں کو

وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ ۫ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا

اور اسے ہرگز نہیں چھپاؤ گے۔ بعد ازاں ان لوگوں نے اس عہد یا کتاب کو پسِ پشت پھینک دیا اور اسکے مقابلہ پر دنیا کے تھوڑے سامان کو ترجیح

قَلِيْلًا ۭ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ۝ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ

دے دی۔ کتنا بُرا سودا ہے جو یہ لوگ کر رہے ہیں۔ تو ان لوگوں کو جو اپنی کارروائیوں پر مغرور ہیں اور چاہتے ہیں کہ

بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا

ان کاموں کی بناء پر بھی ان کی تعریف کی جائے جو انہوں نے سرانجام نہیں دیئے۔ تو ان لوگوں کو

تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

عذاب سے بچ کر کامیاب ہونے والا گمان نہ کر۔ ان کے لئے تو دردناک عذاب مقدّر ہے۔

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ ع ۱۹/۹/۱۰

آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کے لئے ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرتِ مطلقہ رکھنے والا ہے۔

ہر قسم کی ایذا دہی کا سامان کرتے رہیں گے مگر مومنوں کو ہمیشہ اس امتحان میں بھی حوصلہ سے کامیاب ہونا چاہیئے۔ صبر و تقویٰ سے ہی اللہ تعالیٰ کی نصرت حاصل ہوتی ہے۔

ساتویں آیت میں یہود کی اس خرابی کا تذکرہ فرمایا کہ وہ کتاب الٰہی پر خود بھی عمل پیرا نہیں ہوتے اور دوسروں کے سامنے بھی اسکے بیانات کو ظاہر نہیں کرتے بلکہ احکام کے علاوہ خاص طور پر ان پیشگوئیوں کو چھپاتے ہیں جو حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے حق میں بائیبل میں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ اہلِ کتاب کو اس بُرے عمل کے بُرے نتیجہ سے آگاہ فرماتا ہے۔

آٹھویں آیت میں ان اہلِ کتاب یا منافقین کا ذکر ہے جو کچھ نیکی کرنے کے بعد اکڑتے پھرتے ہیں اور اپنی کارروائیوں پر نازاں ہوتے ہیں۔ اس خود نمائی کا یہاں تک نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ لوگ اس بات کے بھی خواہشمند ہو جاتے ہیں کہ لوگ انکی جھوٹی تعریفوں کے پل باندھتے رہیں اور جو کام انہوں نے کئے بھی نہیں وہ بھی انکی طرف منسوب ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس قسم کے لوگ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے اور انہیں کبھی حقیقی خوشی نصیب نہیں ہو سکتی بلکہ وہ دنیا و آخرت میں دردناک عذاب میں مبتلا رہتے ہیں۔ ان کے دلوں میں آگ دہکتی رہتی ہے۔

نویں آیت میں معرکۂ حق و باطل کے انجام کے لئے اس روشن حقیقت کو بیان فرمایا ہے کہ اس کائنات کا ایک خالق و مالک ہے اور ذرہ ذرہ پر اس کی حکومت قائم ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ✦

سوالات کے جواب

یزید — فتح قسطنطنیہ اور بشارت مغفرت

کیا یزید کے لئے "رحمۃ اللہ علیہ" کہنا جائز ہے؟

کوئٹہ سے ایک صاحب نے سوال بھیجا ہے کہ "حدیث بخاری میں قسطنطنیہ فتح کرنے والوں کے لئے مغفرت کی بشارت وارد ہوئی ہے اور اس کے فتح کرنے والوں میں تاریخی روایات کے مطابق یزید بن معاویہ بھی شامل تھے۔ مگر یزید کو امام حسین رضی اللہ عنہ کے واقعہ شہادت کا بھی ذمہ دار قرار دیا گیا ہے اور بعض لوگ ان پر لعن طعن کرنا جائز بلکہ باعثِ ثواب سمجھتے ہیں جیسا کہ محمود احمد عباسی کی کتاب "خلافتِ معاویہ و یزید" نامی میں لکھا تھا۔ تو کیا اب یزید کے لئے رحمۃ اللہ علیہ کہنا جائز ہے یا لعنۃ اللہ علیہ؟"

الجواب (۱) اس سوال کا جواب معلوم کرنے کے لئے پہلے یہاں بخاری کی وہ حدیث درج کرنا اور اس پر نظر ڈالنا ضروری ہوگا۔ جس میں قسطنطنیہ فتح کرنے والوں کیلئے مغفرت کی بشارت وارد ہوئی ہے۔ یہ حدیث اُمِّ حرام بنت ملحان سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمِّ حرام کے گھر میں قیلولہ فرمایا۔ جب بیدار ہوئے تو ہنس رہے تھے۔ اُمِّ حرام نے وجہ پوچھی تو آپؐ نے فرمایا:-

اوّل جیش من اُمّتی یغزون البحر قد اوجبوا قالت اُمّ حرام قلتُ یارسول اللہ انا فیھم قال انتِ فیھم ثمّ قال النبیّ صلی اللہ علیہ وسلّم اوّل جیش من اُمّتی یغزون مدینۃ قیصر مغفورٌ لھم قلتُ انا فیھم یارسول اللہ قال لا۔ (بخاری کتاب الجہاد باب ما قیل فی قتال الروم جلد ۲ ص ۱۰۵ مطبوعہ مصر)

ترجمہ:- میری اُمت کا پہلا جیش جو سمندر پر جہاد کریگا انہوں نے اپنے لئے جنّت واجب کر لی۔ اُمِّ حرام نے کہا اے خدا کے پیغمبر! کیا میں بھی اُن میں سے ہوں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں تو اُن میں سے ہے۔ پھر فرمایا پہلا جیش میری اُمت سے جو مدینہ قیصر پر جہاد کرے گا وہ مغفور ہیں۔ میں نے کہا کہ اے خدا کے پیغمبر! میں اُن میں سے ہوں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں۔"

اِس حدیث میں دو جیشوں کے جہاد کا ذکر ہے۔ ایک وہ جس میں کہ اُمِّ حرام نے شامل ہونا تھا اور دوسرا وہ جس میں کہ اُمِّ حرام نے شامل نہ ہونا تھا۔ پہلے جیش کے لئے حدیث میں اَوْجَبُوْا کی بشارت ہے یعنی انہوں نے اپنے لئے جنّت

واجب کرلی اور دوسرے جیش کے لئے "مغفور لھم"
کی بشارت ہے یعنی اُن کے لئے مغفرت ہے۔

پہلا جیش حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت
میں امیر معاویہؓ کی نگرانی میں دریا کے کنارے یعنی قبرص وغیرہ
پر جہاد کے لئے بھیجا گیا تھا اور شارحینِ حدیث کی تصریحات
کے مطابق یہ جیش ۲۷ سنہ یا ۲۸ سنہ ہجری میں گیا اور بعض روایات
کے مطابق ۳۲ سنہ ہجری میں۔ اسی جیش میں اُمّ حرام شامل ہوئی
تھیں۔

دوسرا جیش مدینہ قیصر یعنی قسطنطنیہ پر جہاد کے لئے
امیر معاویہ کے عہدِ خلافت میں بھیجا گیا تھا جو سُفیان بن عوف
کی سرکردگی میں بھیجا گیا تھا جس میں یزید شامل نہیں ہوا تھا۔
چنانچہ علامہ ابن خلدون مشہور اسلامی مورخ اس مقام پر
لکھتے ہیں:-

"۵۰ سنہ ہجری میں امیر معاویہؓ نے سُفیان
بن عوف کی سرکردگی میں ایک لشکر جرّار
روم کی طرف بھیجا۔ انہوں نے اپنے بیٹے
یزید کو بھی اس لشکر میں شامل ہونے کی
ہدایت فرمائی مگر اس نے اس لشکر میں
شرکت کرنا پسند نہ کیا اور معذرت
کردی۔ چنانچہ امیر معاویہؓ نے اس کی
معذرت قبول کرلی۔ اتفاق ایسا ہوا کہ
اسلامی لشکر کو رومی علاقہ میں سخت بھوک
اور بیماری نے گھیر لیا۔ اس اثناء میں حضرت
معاویہؓ کو خبر پہنچی کہ یزید نے اس لشکر
کے حالات سُن کر یہ شعر پڑھے جن کا ترجمہ
یہ ہے کہ مجھے اس کی کیا پرواہ ہے کہ اس
لشکر کو کیا تکلیف پہنچی میں نے تو بلند
ہو کر رنگ رنگ کے تکیے لگائے ہیں اور
"دیر مران" میں اُم کلثوم (جو اس کی بیوی
تھی۔ ناقل) میرے پاس ہے؟ اس پر
امیر معاویہؓ نے قسم اُٹھائی کہ میں یزید کو
ضرور اس لشکر سے ملحق کروں گا۔ تب
انہوں نے ایک لشکر جمع کیا جن میں ابن عباسؓ،
ابن عامرؓ، ابن زبیرؓ اور ابو ایوب انصاریؓ
بھی تھے۔ تب وہ بلادِ روم میں جا کر قسطنطنیہ
تک پہنچے اور یہاں رومیوں سے لڑائی
کی۔" (تاریخ ابن خلدون جلد ۳ ص ۹ و ۱۰
مطبوعہ مصر)

علامہ عینی حنفی نے بھی اپنی کتاب عمدۃ القاری شرح بخاری
میں اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ پہلا جیش جس نے رومیوں
سے جا کر لڑائی کی سفیان بن عوف کی سرکردگی میں بھیجا گیا تھا
نہ یزید بن معاویہ کی سرکردگی میں۔

ان تصریحات سے ظاہر ہے کہ پہلے جیش میں یزید
بن معاویہ شامل نہیں ہوا تھا جس کے لئے حدیث زیرِ نظر
میں مغفرت کی بشارت وارد ہوئی ہے۔ بعد میں بھی وہ
اپنی مرضی سے شامل نہیں ہوا تھا بلکہ باپ کے مجبور کرنے پر
ہوا تھا اسلئے بلحاظ نیّت اس کی شمولیت ثابت نہیں۔ اور
اسلام میں جزا کا مدار نیّت پر ہے۔ (محمد اسد اللہ الکاشمیری)

(۲) باقی رہا یہ کہ یزید کو امام حسینؓ کے واقعہ شہادت
کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے۔ یہ ایک تاریخی اختلافی مسئلہ

ہے۔ جمہور مسلمانوں کے نزدیک یزید امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل نہیں تھے اور بعض مسلمان اسے واقعۂ شہادت حسینؓ کا براہِ راست ذمہ دار قرار دیتے ہیں۔ ہمارے نزدیک یزید حضرت امام حسین رضؓ کی شہادت کا ذمہ دار تھا۔

جہاں تک یزید پر لعن طعن کرنے کا سوال ہے یاد رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عام طور پر مسلمانوں کو ایک دوسرے پر لعنت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ہاں یہ درست ہے کہ یزید اپنے افعالِ شنیعہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ہاں سخت مواخذہ کے نیچے ہے بعض کبائر چھوٹی نیکیوں کو بالکل تلف کر دیتے ہیں۔ تاریخی بحثیں متضاد روایات پر مبنی ہیں۔ جماعت احمدیہ کا مسلک سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہدایات کے ماتحت یہی ہے کہ سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ طاہر و مطہر ہیں وہ مظلوم شہید ہوئے ہیں اور سید الشہداء ہیں اور یزید اپنے بُرے اعمال کی وجہ سے "یزید پلید" قرار پایا ہے۔ اسلئے ہمارے نزدیک یزید کے لئے رحمۃ اللہ علیہ کہنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ باقی ہر شخص کی اپنی اپنی تحقیق ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔ (ابوالعطاء)

مجلس تردید عیسائیت

(۱) اِس مجلس کا مقصد اور کام اس کے نام سے ظاہر ہے۔ اس جگہ عیسائیت سے مراد وہ مذہب ہے جو پولوس نے حضرت مسیح کے نام پر جاری کیا ہے۔ حضرت مسیحؑ کا حقیقی مشن مراد نہیں۔

(۲) اِس مجلس کے پروگرام میں متعدد ٹھوس تصنیفات بھی شامل ہیں لیکن عیسائی صاحبان کو دعوتِ اسلام دینے کے لئے انشاء اللہ العزیز ماہ جولائی ۱۹۶۴ء سے ماہوار ٹریکٹوں کا سلسلہ بھی شروع ہو رہا ہے۔

(۳) ٹھوس پروگرام کا اولین حصہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان جملہ دلائل کو حضور کے اپنے الفاظ میں جمع کر کے شائع کرنے کا ہے جو حضورؑ نے تردید عیسائیت میں بیان فرمائے ہیں۔

(۴) آپ بھی اس مجلس کے رُکن بن سکتے ہیں۔ آپ کی اطلاع آنے پر آپ کا نام درج کر لیا جائے گا۔

(۵) داخلہ کے لئے کوئی چندہ نہیں مگر پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے بہ نیتِ ثواب طوعی طور پر آپ حصہ لے سکتے ہیں۔ چنانچہ ڈھاکہ سے ایک دوست نے پندرہ روپے بھیج دیئے ہیں۔

(۶) عیسائیوں میں تبلیغ کے لئے تبلیغی ٹریکٹوں کی اعانت یا خریداری کے لئے اپنے حلقۂ احباب میں تحریک کر کے ثواب حاصل کریں۔

اس نیک کام میں جلد شرکت فرمائیں۔

نوٹ۔ جملہ خط و کتابت فی الحال بنام ابوالعطاء جالندھری ربوہ ہو۔

پادری روشن خان صاحب کے اعتراض کا جواب

(از قلم چودھری فیض احمد صاحب گجراتی نائب ایڈیٹر بدر قادیان)

"الفرقان" (فروری ۶۴ء) کے صٹ پر پادری روشن خان کے الزام کا جواب ذرا تشنہ معلوم ہوا۔ اس کے جواب میں آپ درویشانِ قادیان کو پیش فرما سکتے تھے۔ جان بچانا تو خیر اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے لیکن کاسر الصلیب کے حقیقی روحانی فرزند تو اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ہم میں سے ہر شخص اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر شہادت دے سکتا ہے اور فخر کے ساتھ، یا یوں سمجھئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضلِ بے پایاں کے اظہار کے لئے اپنے وجود کو پیش کر سکتا ہے کہ پادری روشن خان صاحب نے بہت بڑا جھوٹ بولا ہے۔

لیکن اس واقعہ کا پس منظر بھی بیان کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ تقسیم ملک کے ایام میں دار الصحت کے وہ لوگ جو محض مصلحتاً کسی زمانہ میں احمدی ہوئے تھے یا احمدی کہلاتے تھے انہوں نے جب دیکھا کہ قادیان سے جماعت احمدیہ کی ہجرت اب ناگزیر ہو چکی ہے، چونکہ وہ لوگ درحقیقت کوئی مذہب نہ رکھتے تھے اور عملی دین ملوکھم محض نام کے مسلمان ہوتے تھے اسلئے انہوں نے یہ یقین کر کے کہ اب قادیان میں ایک بھی احمدی باقی نہ رہے گا اپنی قمیصوں پر سامنے کی طرف سینے پر سرخ رنگ کی صلیبیں لگا لی تھیں اور وہ تقسیم ملک کے بعد بھی کئی ماہ تک لگائے پھرتے رہے۔

جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے ان کا درحقیقت کوئی مذہب نہ تھا کیونکہ وہ محض دکھاوے اور مصلحت کے طور پر احمدی کہلاتے تھے۔ اگر وہ حقیقتاً احمدی ہوتے تو وہ (۱) یا تو ان احمدیوں کے ساتھ باعزت طور پر ہجرت کر جاتے جو اُس زمانہ میں ہجرت کر کے گئے تھے یا (۲) وہ درویش بن کر رہتے۔ لیکن چونکہ وہ برساتی کیڑے تھے اسلئے انہوں نے صلیبیں لٹکا لیں۔ لیکن انہیں ملا کیا؟ وہی ذلت کی زندگی! — آپ پادری روشن خان صاحب سے پوچھئے کہ آپ کی عیسائیت کے اس دیسی ایڈیشن کا مذہب ہی کیا ہے۔ بھارت میں جب چند سال قبل عیسائیت کے خلاف ایک لہر اُٹھی تو لاکھوں عیسائی بدھ مذہب میں شامل ہو گئے۔ لیکن جس جماعت کو انہوں نے طعنہ دیا ہے اُس نے تو وہ نمونہ دکھایا ہے اور وہ استقامت دکھائی ہے کہ موجودہ دنیا میں اس کی مثال نایید ہے۔ ۱۹۶۰ء میں جب علامہ نیاز فتحپوری قادیان تشریف لائے تو میں انہیں ریسیو کرنے امرتسر گیا تھا۔ امرتسر سے ہم کار میں قادیان آئے۔ امرتسر سے روانہ ہوتے ہی انہوں نے مجھ سے قادیان کا محلِ وقوع اور ماحول پوچھا اور ساتھ ہی یہ سوال کر دیا کہ تقسیم کے وقت آپ لوگ کیسے ٹھہر گئے تھے جب کہ دھاگہ سے انبالہ تک دو سو میل لمبے علاقہ میں کوئی مسلمان نہ تھا؟ میں نے انہیں تقسیم ملک کے وقت کے تمام حالات بتائے۔ اور جب میں نے یہ کہا کہ "یہ بات ہم خود بھی نہیں جانتے کہ ہم کیسے بچ گئے تھے۔ بظاہر تو اس کا کوئی امکان نہ تھا اور نہ ہی آج تک ہم یہ جان سکے ہیں سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کا خاص ہاتھ ہماری حفاظت کر رہا تھا یا یوں کہئے کہ اللہ تعالیٰ کو ہماری استقامت پسند آگئی تھی اور شرفِ قبولیت پا گئی تھی"۔ تو علامہ اس سے بڑے محظوظ ہوئے اور انہوں نے کہا یہ واقعہ درحقیقت محیر العقول ہے۔

پس پادری روشن خان صاحب کو یہ مغالطہ ہوا ہے کہ کسی احمدی نے سُرخ صلیبی نشان لگا کر جان بچائی تھی۔ یہ کارنامہ ان کے دیسی طالبوں کا ہی تھا جو آدھے تیتر اور آدھے بٹیر ہوتے ہیں اور خیر سے آجکل ان میں سے کچھ بدھ ازم اختیار کر چکے ہیں اور کچھ بالمیکی بن چکے ہیں۔ اور وہ وقت دُور نہیں کہ وہ کوئی اور مذہب بھی اختیار کر لیں گے۔ اگر پادری صاحب شک میں ہوں تو وہ پاسپورٹ بنوا کر قادیان آئیں اور دیکھیں کہ کس طرح مسیحِ محمدی کے خدام کسرِ صلیب کے کام میں مصروف ہیں۔ میں ان کے آمد و رفت کے اخراجات کا ذمہ لیتا ہوں۔

اَلتَّرحِيبُ بِفَخامةِ رئيسِ الجمهُوريّةِ العراقيّة

گزشتہ دنوں عراق کے صدر جمہوریہ کے پاکستان تشریف لانے پر جناب مولوی ظفر محمد صاحب فاضل مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول کراچی نے یہ عربی قصیدہ ان کی خوش آمدید کے طور پر لکھا تھا —— (ادارہ)

اَهْلًا وَسَهْلًا مَرْحَبًا بِوُرُوْدِكُمْ — اَلْاَرْضُ مُشْرِقَةٌ بِنُوْرِ سُعُوْدِكُمْ

يَا مَنْ يُشَرِّفُ بِالنُّزُوْلِ بِلَادَنَا — قَدْ زَادَ مَجْدًا شَانُهَا بِشُهُوْدِكُمْ

يَا ضَيْفَنَا عَبْدَ السَّلَامِ الْعَارِفَا — مِنَّا السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَوُفُوْدِكُمْ

اَللّٰهُ سَلَّطَكُمْ عَلٰى اَعْدَائِكُمْ — وَوَقَاكُمُ الرَّحْمَانُ شَرَّ حَسُوْدِكُمْ

اِنَّا نُعَانِدُ مَنْ يُعَانِدُ شَعْبَكُمْ — وَنَوَدُّكُمْ وَنَوَدُّ كُلَّ وَدُوْدِكُمْ

اِنَّا ابْتُلِيْنَا هٰهُنَا بِهَنَادِكٍ — وَيَحُوْمُ فَوْقَكُمُ بَلَاءُ يَهُوْدِكُمْ

يَا مَعْشَرَ الْاِسْلَامِ بُشْرٰى اِنَّهٗ — قَدْ جَاءَ وَقْتُ عُلُوِّكُمْ وَصُعُوْدِكُمْ

يَا قَادَةَ الْاِسْلَامِ لَا تَتَفَرَّقُوْا — بَلْ عَاوِنُوْا وَتَوَحَّدُوْا بِجُنُوْدِكُمْ

اُوْلَاةَ قَوْمِ الْمُسْلِمِيْنَ تَعَاوَنُوْا — لَا تَخْذِلُوْا اِخْوَانَكُمْ بِقُعُوْدِكُمْ

اِنَّ الْكَشَامِرَ يَصْرِخُوْنَ تَظَلُّمًا — وَاِغَاثَةُ الْمَظْلُوْمِ طِيْنَةُ عُوْدِكُمْ

اِنَّا بَنِي الْاِسْلَامِ طُرًّا اِخْوَةٌ — اَلدِّيْنُ اَصْلُ جُدُوْدِنَا وَجُدُوْدِكُمْ

هٰذِى الْقَصِيْدَةُ قُلْتُ اِهْدَاءً لَكُمْ
اِنْ تَقْبَلُوْا فَقَبُوْلُكُمْ مِنْ جُوْدِكُمْ

ایڈیٹر کی ڈاک

(۱) جناب شیخ محمد الدین صاحب سابق مختار عام صدر انجمن احمدیہ تحریر فرماتے ہیں :۔

"رسالہ الفرقان مارچ میں نے پڑھا۔ اِس رسالہ کو جب پڑھنے لگا تو آپ نے جو اعتراضات کے جوابات مختلف اخبارات اور رسالہ جات کے دیئے ہیں پڑھ کر بہت محظوظ ہوا۔ مَیں اِس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آپ اِس رسالہ کو ایڈٹ کرنے میں بہت محنت کرتے ہیں اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بہترین خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و احسان سے آپ کو صحت اور اقبال کی لمبی عمر عطا فرمائے اور آپ کے وجود کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے نافع وجود بنائے آمین۔ مَیں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں۔"

(۲) ایک غیر احمدی بھائی عجائب خان صاحب لاہور سے لکھتے ہیں :۔

"تحقیقِ حق کی خاطر مَیں جماعت احمدیہ کا زیادہ سے زیادہ لٹریچر پڑھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ کتابیں تو اکثر احمدی دوستوں سے مل ہی جاتی ہیں۔ اِس مرتبہ مارچ ۱۹۶۴ء کا الفرقان بھی ایک احمدی دوست سے مل گیا۔ اس میں بعض مضامین خصوصیت سے علمی مقالہ صفحہ ۲۴ دیکھا۔ طبیعت خوش ہوئی۔"

(۳) محترم مولوی عبدالکریم خان صاحب فاضل سمندری سے لکھتے ہیں :۔

"الفرقان کی اعانت آپ پر احسان نہیں ہے بلکہ روحانی اور جماعتی مفادات کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کی خوب اشاعت ہو کیونکہ بفضلِ خدا تعالیٰ اصلاح و ارشاد کے مقاصد کے لئے خصوصاً ارشاد کے پہلو کے لحاظ سے الفرقان کے عظیم الشان نتائج ظاہر ہوتے ہیں۔"

(۴) جناب سید شہامت علی صاحب درویش گورنمنٹ ٹریننگ کالج جالندھر سے رقمطراز ہیں :۔

"کل ۸/۴/۶۴ کو الفرقان کا قمر الانبیاءؓ نمبر مل گیا۔ جزاکم اللہ۔ چونکہ اس کی شدت سے انتظار کر رہا تھا اسلئے رسالہ جیسے ہی ہمارے ہاتھ میں آیا ایک سانس میں دو تہائی کے قریب ختم کر لیا باقی آج صبح پڑھ لیا۔ ماشاء اللہ خوب ہے۔ جناب بسمل صاحب کراچی کی نظم "نوحۂ غم" نے کل رات ہمارے اندر عجیب کیفیت پیدا کر دی تھی۔ محبت کے اشکوں کے موتی آنکھوں میں آدھا گھنٹہ مچلتے رہے۔ دامن اور رسالہ کو بھی تر کرتے رہے۔ حضرت میاں صاحبؓ ہم قادیان کے باشندگان سے ماں کی طرح محبت کرتے

تھے۔ ماں کے فوت ہو جانے سے اُس کے چھوٹے
چھوٹے کم سن بچّوں کی جو کیفیت ہوتی ہے ہم
درویشان کی وہی حالت ہے۔ ہم اپنی مہربان
ماں کی پُرسکون آغوش سے محروم ہو گئے۔"

(۵) جناب مولوی عبدالرحیم صاحب عارف بھنگ سے لکھتے ہیں:۔
"آپ نے الفرقان کا قمر الانبیاء (رضی اللہ عنہ)
نمبر شائع کر کے جماعت پر بڑا احسان کیا ہے اللہ تعالےٰ
آپ کو اس کا اجرِ عظیم بخشے۔ آپ نے بروقت
اور بہت جلد ہمارے پیارے واجب الاحترام
مسیح پاکؑ کے لختِ جگر حضرت قمر الانبیاءؓ کے
ایمان افروز ارشادات سے آگاہ کیا۔ ہر احمدی
کا فرض ہے کہ آپ کے ارشادات اور حالات
کو بغور مطالعہ کرے اور اپنی ذمہ داری کو
سمجھے۔ خصوصاً جماعت کے نوجوان طبقہ کیلئے
تو یہ نہایت ضروری ہے۔"

(۶) مکرم بشیر الدین احمد صاحب لیفٹیننٹ ڈھاکہ سے
لکھتے ہیں:۔
"الفرقان کا قمر الانبیاء نمبر ملا اور حضرت
مرزا بشیر احمد رضی اللہ عنہ کی یاد تازہ ہو گئی۔
اس سے پہلے میں نمازوں میں سُست تھا اور
دوسری لغویات سینما وغیرہ بھی دیکھتا تھا لیکن
الفرقان پڑھ کر دل پر ایک عجیب کیفیت ہوئی
اللہ تعالیٰ کے حضور بڑی عاجزی سے توبہ کی
اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے باقاعدہ التزام
سے نماز پڑھتا ہوں اور سینما بینی سے بھی
نجات مل گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے
خیر دے کہ آپ کا رسالہ مجھ میں ایک پاک تبدیلی
کا موجب ہوا۔"

(۷) جناب صوفی عبدالقدیر صاحب نیاز بی۔ اے، لاہور
سے تحریر فرماتے ہیں:۔
"قمر الانبیاء نمبر پہنچا۔ بڑے شوق، بڑی
بیتابی اور پورے غور سے اسے پڑھا مگر حددرجہ
مایوسی ہوئی۔ صرف مولوی اسمٰعیل صاحب پانی پتی
کے مضمون میں کچھ جان ہے۔ باقی تمام مضامین
سرسری اور سطحی نظر آئے۔ ان سے تو مجھے یوں
محسوس ہوتا ہے کہ ان لکھنے والوں میں سے
کسی نے بھی حضرت میاں صاحب کی طبیعت کی
گہرائی اور ان کے مقام کو نہیں پہچانا۔ یہ
بات میرے لئے بہت دُکھ کا موجب ہوئی۔
مجھے افسوس ہے کہ مَیں اس قدر بیباکی
سے اپنے تاثر کا اظہار کرنے پر مجبور ہوا ہوں
مگر یہ معاملہ اہم ہے اسلئے مَیں نے خاموشی مناسب
نہیں سمجھی۔ لکھنے والوں میں بعض نام نظر نہیں
آئے، یہ دیکھ کر مجھے تعجب بھی ہوا اور رنج بھی۔
بہتر ہو کہ میرا یہ عریضہ آپ الفرقان میں شائع کر دیں۔"

الفرقان:۔ جناب صوفی صاحب کا تاثر بھی ایک حد تک درست
ہے۔ گہری تحقیق کا بھی وقت آجائے گا۔ ہم نے اِس مرتبہ
مقدور بھر تحریک کر کے مقالات حاصل کئے ہیں جن کے لئے
ہم دلی شکر گزار ہیں دوسرے دوست بھی آئندہ **دوسرے**
قمر الانبیاء نمبر میں لکھیں گے۔ خود صوفی صاحب سے بھی ابھی سے درخواست ہے

(باقی [illegible])

الفرقان کے خاص معاونین کے لئے تحریکِ دعا

مندرجہ ذیل بزرگوں اور احباب نے الفرقان کی دس سالہ خریداری منظور فرما کر امداد فرمائی ہے احباب بھی ان کیلئے دعا فرمائیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء (ایڈیٹر)

ربوہ دار الہجرت

- سیدی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ
- حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب
- حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی مرحوم
- حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب
- حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری
- حضرت قاضی محمد عبد اللہ صاحب بھٹی
- جناب چوہدری محمد شریف صاحب خالد ایم۔اے
- جناب رفیق احمد صاحب ثاقب ایم ایس سی
- جناب چوہدری محمد لطیف صاحب ایم۔اے غانا
- جناب چوہدری یحییٰ حسن صاحب باجوہ
- جناب ڈاکٹر محمد یحییٰ صاحب ہیلتھ آفیسر
- جناب قریشی عبد الرشید صاحب بی۔اے ایل ایل بی
- جناب سید ولی اللہ شاہ صاحب سابق مبلغ افریقہ

قادیان دار الامان

- حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب امیر جماعت
- جناب صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب
- جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی مرحوم
- جناب چوہدری سعید احمد صاحب بی۔اے
- جناب چوہدری محمد عبد اللہ صاحب
- جناب ماسٹر محمد ابراہیم صاحب
- جناب سید شہامت علی صاحب ساہتہ رتن
- جناب حافظ سخاوت علی صاحب شاہجہانپوری
- جناب مسعود احمد صاحب انیس ״
- جناب ڈاکٹر بشیر احمد صاحب آئی سپیشلسٹ
- جناب ڈاکٹر عطر دین صاحب
- جناب حکیم چوہدری بدر دین صاحب عامل
- جناب چوہدری منور علی صاحب فوٹوگرافر
- جناب عبید الرحمٰن صاحب فانی
- جناب چوہدری عبد القدیر صاحب

ضلع جھنگ

- جناب میاں بشیر احمد صاحب امیر جماعت
- جناب ملک محمد حیات صاحب نسوآنہ
- جناب چوہدری عبد الحلیم خان صاحب فاضل
- جناب حافظ مبارک علی خان صاحب
  ولد احمد علی خان صاحب چنیوٹ

ضلع سرگودھا

- جناب مرزا عبد الحق صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت
- جناب حافظ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب
- جناب چوہدری جلال الدین صاحب چک ۳۷ جنوبی
- جناب شیخ محمد اقبال صاحب پراچہ
- جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب آڑھتی
- جناب میجر شمیم احمد صاحب جوہر آباد

ضلع لاہور

- جناب چوہدری اسد اللہ خان صاحب امیر جماعت
- جناب شیخ بشیر احمد صاحب سابق جج ہائیکورٹ
- جناب چوہدری محمد شفیع صاحب کمیشن ایجنٹ لیتھوکی
- جناب خواجہ محمد شریف صاحب برانڈرتھ روڈ
- جناب امیر الدین صاحب رتن باغ
- جناب ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب
- جناب چوہدری فتح محمد صاحب لاہور ریجنل ٹرانسپورٹ
- جناب محمد ابراہیم صاحب باقی ریڈیو سروس
- جناب چوہدری اعجاز نصر اللہ خان صاحب ایڈووکیٹ
- جناب چوہدری نور احمد خان صاحب گوالمنڈی
- جناب سراج الدین صاحب نسبت روڈ
- جناب چوہدری عبد الحکیم خان صاحب میکلوڈ روڈ
- جناب مرزا بشیر احمد صاحب ایس۔ڈی۔او
- جناب قریشی محمود احمد صاحب ایڈووکیٹ
- جناب چوہدری عبد الحمید صاحب ماڈل ٹاؤن
- جناب ڈاکٹر محمد عبد الحی صاحب ایم۔بی بی ایس
- جناب ملک عبد اللطیف صاحب ستکوہی
- جناب حافظ عبد الکریم صاحب فضل
- جناب محمد عثمان صاحب لکشمی مینشن
- جناب ایس۔یو شیخ صاحب کوثر
  مینجنگ ڈائریکٹر کوثر کمپنی لمیٹڈ
- جناب حکیم سراج الدین صاحب بھاٹی گیٹ
- جناب ڈاکٹر احسان علی صاحب میکلوڈ روڈ
- جناب ماسٹر اے۔اے بھٹی صاحب مال روڈ
- جناب شیخ بشیر احمد فضل احمد صاحبان سمن آباد
- جناب رشید احمد صاحب ملک
- جناب صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب
- جناب خان صاحب میاں محمد یوسف صاحب
- جناب مرزا عبد الرحمٰن صاحب تاجر مرحوم
- جناب شیخ محمد شریف صاحب سمن آباد ״
- جناب ماسٹر حسن دین صاحب ادی پارک
- جناب چوہدری فضل الرحمٰن صاحب مال روڈ
- جناب شیخ بشیر احمد صاحب ٹھیکیدار
- جناب چوہدری عزیز احمد صاحب ریٹائرڈ جج
- جناب عبد الرشید صاحب افریقی جسونت بلڈنگ
- جناب چوہدری منور لطف اللہ خان صاحب ایڈووکیٹ
- جناب حضرت اللہ پاشا صاحب ایم۔اے
- جناب خواجہ امیر بخش صاحب آف آسٹریلیا
- جناب چوہدری منور احمد صاحب مال روڈ

راولپنڈی

- جناب سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب چھاؤنی
- جناب شیخ غلام حیدر صاحب کالج روڈ
- جناب صوفی محمد شفیع صاحب صدر
- جناب چوہدری میجر عزیز احمد صاحب

• جناب کیپٹن اے ریکو۔ زیڈ احمد صاحب
• محترمہ بیگم صاحبہ جناب میاں حیات محمد صاحب
• جناب کیپٹن محمد اسحق صاحب مری روڈ
• جناب محمد یونس صاحب فاروقی سٹیلائٹ ٹاؤن
• جناب رفیق احمد صاحب دہلوی نیا محلہ
• جناب محی الدین صاحب بابا رو ڈا روڈ
• جناب سید مقبول احمد صاحب ڈلہوزی روڈ
• جناب سید منظور علی صاحب سٹیلائٹ ٹاؤن
• جناب ملک مظفر احمد صاحب کالج روڈ
• جناب ایم۔ اے غنی صاحب بی۔ اے
• جناب ماسٹر عبد الرحمن صاحب خاکی بی۔ اے
• جناب قاضی بشیر احمد صاحب بھٹی
• جناب قاضی عبد السلام صاحب بھٹی آف نیروبی
• جناب چوہدری بشیر احمد صاحب ایڈوکیٹ
• جناب صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب

ضلع ملتان

• جناب ملک عمر علی احمد صاحب مرحوم
• جناب ڈاکٹر عبد الکریم صاحب
• جناب پیر نصیر احمد صاحب ریڈیو فورمین
• جناب چوہدری عبد الحفیظ صاحب ایڈوکیٹ
• جناب ماسٹر نواب دین صاحب ایم۔ اے
• جناب ڈاکٹر رفیق احمد صاحب ایم۔ بی بی ایس
بوریوالہ۔
• جناب شیخ محمد اسلم محمد سلیم صاحبان کمیشن ایجنٹ
دنیاپور۔

• جناب چوہدری منور احمد خان صاحب حرم گیٹ
• جناب چوہدری محمد اکرام اللہ صاحب اومیگا ریڈیو کمپنی
• جناب شیخ محمد منیر صاحب احمد۔ دنیاپور
• جناب حکیم انور حسین محمود احمد صاحبان
دواخانہ دار الشفاء خانیوال۔
• جناب سیٹھ اللہ جوایا صاحب حسین آگاہی
• جناب چوہدری عبد اللطیف صاحب
• جناب بشارت احمد صاحب باجوہ اوورسیر
پیراں غائب۔
• جناب شیخ عبد الغفور صاحب پٹواری نہر

ضلع شیخوپورہ

• جناب چوہدری انور حسین صاحب ایڈوکیٹ
• جناب شیخ محمد بشیر صاحب آزاد انبالوی
• جناب حافظ عبد الواحد صاحب ایم۔ اے۔ بی ٹی
• جناب ڈاکٹر عمر الدین صاحب زون ملیریا آفیسر

ضلع گوجرانوالہ

• جناب عبد الرحمن صاحب صابر
مینیجر سنگر مشین کمپنی
• جناب میاں برکت علی غلام احمد صاحبان
وزیرآباد۔
• جناب چوہدری محمد شریف صاحب فیروزوالہ
• جناب میاں محمد شریف صاحب باغبانپورہ
• جناب چوہدری عبد الحمید صاحب تھانہ بازار
• جناب ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب ہاگوما
وزیرآباد۔

• جناب چوہدری مقبول احمد صاحب انسپکٹر ریلوے
• جناب سید سجاد حیدر صاحب قانونگو (ربوہ)
• جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب اینڈ برادرز
وزیرآباد۔
• جناب میاں محمد خان اکبر علی صاحبان وزیرآباد
• جناب میاں عنایت اللہ صاحب فاروق
نظام آباد۔
• جناب ملک منظور احمد صاحب لاہوری گیٹ
وزیرآباد۔
• جناب میاں قمر الدین صاحب کھوکھر مرحوم گوجرانوالہ
• جناب چوہدری پیر محمد صاحب ہیڈ کلرک
• جناب چوہدری عزیز اللہ خان صاحب

ضلع جہلم

• جناب سیٹھی خلیل الرحمن صاحب کشمیری محلہ
• جناب سیٹھی عبد الحق صاحب مین بازار
• جناب حوالدار مبارک احمد صاحب چکوال

ضلع گجرات

• جناب چوہدری بشیر احمد صاحب ایڈوکیٹ
امیر جماعت احمدیہ گجرات۔
• جناب چوہدری عبد المالک صاحب شاہد
کھاریاں۔
• محترمہ بیگم صاحبہ جناب سید عبد العزیز صاحب
منڈی بہاؤ الدین۔
• جناب مرزا صفدر جنگ ہمایوں صاحب
ملکوال۔

ضلع سیالکوٹ

• تعلیم الاسلام کالج گھٹیالیاں بذریعہ
جناب بابو قاسم الدین صاحب امیر جماعتہائے احمدیہ
• جناب چوہدری نذیر احمد صاحب باجوہ ایڈوکیٹ
• جناب حکیم سید پیر احمد شاہ صاحب
• جناب چوہدری عبد الستار صاحب درگانوالی
• جناب محمد علی صاحب ڈسپنسر کوٹ خیان
• جناب میاں سلطان احمد خان صاحب
منڈیکے گورایہ
• جناب چوہدری غلام حسین صاحب گوہد پور
• جناب خواجہ عبد الرحمن صاحب ٹھیکیدار
• جناب چوہدری خالد سیف اللہ خان صاحب
• جناب میجر چوہدری شریف احمد صاحب باجوہ
• جناب رانا عبد الحمید خان صاحب کنجروڑ

کوئٹہ

• جناب شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ
• جناب شیخ کریم بخش صاحب مرحوم
• جناب شیخ محمد اقبال صاحب جناح روڈ
• جناب شیخ عبد الاحد صاحب تاجر
• مجلس خدام الاحمدیہ شارع فاطمہ جناح
• جناب الحاج خلیفہ عبد الرحمن صاحب
• جناب ماسٹر عبد الکریم صاحب
• جناب محمد عبد الحق صاحب بجوعہ میڈیکل ہال
• احمدیہ پبلک لائبریری شارع فاطمہ جناح
• جناب خان عبد الوحید خان صاحب

• جناب ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب ڈی۔ ایچ۔ پی
• جناب ڈاکٹر میجر سراج الحق خان صاحب
• جناب سید قربان حسین شاہ صاحب
• جناب چوہدری محمود احمد صاحب
• جناب عطاء الرحمٰن خان صاحب مصطفٰی روڈ

اضلاع سابق صوبہ سندھ

• جناب چوہدری سلطان علی صاحب محراب پور
• جناب نصیر احمد خان صاحب ناصر خانپور
• جناب حاجی عبدالرحمٰن صاحب رئیس باندھی
• جناب محمد عبداللہ صاحب " "
• جناب علاؤ الدین صاحب گوٹھ علاؤ الدین
• جناب چوہدری عطاء محمد صاحب گوٹھ امام بخش
• جناب چوہدری غلام نبی صاحب
• جناب چوہدری محمد عبداللہ صاحب
• جناب چوہدری برکت علی صاحب گوٹھ سردار محمد پنجابی۔
• جناب حاجی کریم بخش صاحب گوٹھ قمر آباد
• جناب ڈاکٹر فقیر محمد صاحب
• جناب رئیس عبدالحمید صاحب باندھی
• جناب چوہدری صادق احمد صاحب دریا خان مری
• جناب ڈاکٹر عبدالقدوس صاحب نواب شاہ
• جناب سیٹھ محمد دین صاحب مرحوم
• جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب پریذیڈنٹ نواب شاہ۔
• جناب چوہدری مکھے خان صاحب

• جناب چوہدری غلام رسول صاحب
• جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب صدیقی امیر جماعت احمدیہ میرپور خاص۔
• جناب بابو عبدالغفار صاحب حیدر آباد
• مجلس خدام الاحمدیہ گوٹھ جمال پور
• جناب چوہدری شاہ دین صاحب گوٹھ شاہ دین ۔
• جناب فضل الرحمٰن خان صاحب زیل پاک سیمنٹ فیکٹری حیدر آباد۔
• جناب ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب رحیم آباد
• جناب چوہدری فضل احمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت رحیم یار خان۔
• جناب حاجی قمر الدین صاحب گوٹھ قمر آباد
• جناب چوہدری شریف احمد صاحب کروندی
• جناب مولوی عبدالحق صاحب "
• جناب چوہدری رحمت اللہ صاحب ڈیرہ نواب شاہ۔
• جناب چوہدری محمد اکرام صاحب شاہ لطیف آباد

بہاولپور

• جناب عزیز محمد خان صاحب بہاولپور
• جناب مولوی غلام نبی صاحب ایاز
• جناب چوہدری غلام احمد صاحب اشرف

کراچی

• جناب شیخ رحمت اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ
• جناب مرزا محمد بشیر احمد صاحب ایڈوکیٹ
• جناب ملک مبارک احمد صاحب
• جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب کامٹی والے
• جناب چوہدری غلام احمد صاحب فردوس کالونی
• جناب چوہدری بشیر احمد صاحب منیر
• جناب میاں عطاء الرحمٰن صاحب طاہر
• محترمہ والدہ صاحبہ شیخ محمد رفیق صاحب ایشوا فریقن کمپنی کراچی۔
• جناب حافظ عبدالغفور صاحب ناصر
• جناب چوہدری محمد خالد صاحب
• جناب چوہدری مسعود احمد صاحب خورشید
• جناب شیخ عبدالحفیظ صاحب ۳ مارکیٹ روڈ
• جناب محمد شریف صاحب چغتائی
• محترمہ انور سلطانہ صاحبہ بیگم ایم۔ اے ارشاد صاحب
• جناب عبدالرزاق صاحب جہتہ
• جناب عبدالقاسم صاحب بنگالی
• جناب قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔ اے لاہور
• جناب مولوی صدر الدین احمد صاحب
• محترمہ حمیدہ بیگم اہلیہ مولوی صدر الدین احمد صاحب
• جناب میجر محمد عبداللہ صاحب بہار
• جناب ملک رشید احمد صاحب بندر روڈ
• جناب چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب
• جناب چوہدری شاہنواز خان صاحب شاہنواز لمیٹڈ۔
• جناب چوہدری احمد مختار صاحب المختار لمیٹڈ
• جناب چوہدری آفتاب احمد خان صاحب ملک وڈ کمور ریہ روڈ

• جناب چوہدری احمد جان صاحب اکبر منزل
• جناب میجر عبداللطیف صاحب مالیر کینٹ
• جناب چوہدری شریف احمد صاحب وڈ ایچ
• جناب عبدالرحیم صاحب موتی ماڈل بلڈرز روڈ
• جناب مولوی عبدالمجید صاحب حلیم دہلوی نائب امیر جماعت
• جناب بشیر احمد صاحب ڈرائیور
• جناب حاجی شیخ رشید احمد صاحب
• جناب مرزا امجد رفیق صاحب چغتائی ناظم آباد
• جناب مرزا عبدالوحید صاحب لیاری کوارٹرز
• محترمہ انور بیگم صاحبہ اہلیہ فضل حق خان صاحب
• جناب ملک منیر احمد صاحب قیصر سینما
• جناب سعید احمد خان صاحب

بہاولنگر

• جناب چوہدری غلام مصطفٰی "احمد الدین صاحب" چک ۱۸۱/7-R۔
• جناب چوہدری غلام نبی صاحب گرداور سوڈا بستی۔
• جناب چوہدری غلام قادر صاحب کمیشن ایجنٹ
• جناب چوہدری علم الدین صاحب " ہارون آباد۔
• جناب مولوی محمد شفیع صاحب دکاندار چک ۱۶۶/7-R
• جناب چوہدری بشیر احمد صاحب چک ۱۹/6-R
• جناب چوہدری عبدالعزیز صاحب ٹھیکیدار ہارون آباد

پشاور

• جناب محمد سعید احمد صاحب اختر آباد

• جناب الحاج نوابزادہ محمد امین خان صاحب بنوں
• جناب مولوی خلیل الرحمٰن صاحب فاضل پشاور۔

لائلپور

• جناب صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد صاحب
• جناب مبارک علی صاحب راجباہ روڈ
• جناب مولوی برکت علی صاحب لائق لدھیانوی مرحوم جڑانوالہ۔
• جناب شیخ الحاج عبد اللطیف صاحب
• جناب رانا محمد نعیم صاحب ولد رانا چراغدین صاحب چک ۲۹۳ گ۔ب۔

دیگر اضلاع

• جناب چوہدری محمد شریف صاحب امیر جماعت منٹگمری
• جناب ملک محمد مستقیم صاحب ایڈووکیٹ ،،
• جناب شیخ محمد صاحب کول رسالہ اسٹیٹ
• جناب سید بشیر احمد شاہ صاحب مانسہرہ
• جناب سردار امیر محمد خان صاحب قیصرانی ڈیرہ غازیخاں۔
• جناب سید حسین شاہ صاحب
• جناب قاضی برکت اللہ صاحب ایم۔اے سابق پروفیسر گورنمنٹ کالج میرپور آزاد کشمیر
• جناب ڈاکٹر مرزا عبد الرؤف صاحب کیمل پور
• جناب میجر حمید احمد صاحب کلیم میرپور آزاد کشمیر

مشرقی پاکستان

• جناب مولوی ابو الصلاح محمد صاحب ثنائی۔اے امیر جماعت احمدیہ مشرقی پاکستان۔
• جناب ایس۔ایم حسن صاحب ڈھاکہ
• جناب قاضی خلیل الرحمٰن صاحب خادم بخشی بازار روڈ ڈھاکہ۔
• جناب محمد سلیمان صاحب ڈھاکہ
• جناب مولوی ابو الخیر محب اللہ صاحب محمود نگر
• جناب صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب ڈھاکہ
• جناب ڈاکٹر عبد الصمد صاحب ڈی۔پی ایچ نارائن گنج۔
• جناب شیخ عبد الحمید صاحب ڈھاکہ
• جناب چوہدری سیف اللہ خان صاحب سیفی
• جناب ملا محمد فضل کریم صاحب
• جناب چوہدری انور احمد صاحب کاہلوں نارائن گنج
• جناب چوہدری عزیز احمد صاحب شاہین لمٹڈ ڈھاکہ
• جناب ملک محمد طفیل صاحب ڈھاکہ
• جناب محمد حبیب اللہ صاحب نارائن گنج
• جناب شیخ ظفر احمد صاحب میاں اینڈ کمپنی ڈھاکہ۔
• جناب سید میجر ضیاء الحسن صاحب چٹاگانگ
• جناب چوہدری احسان اللہ صاحب ،،
• جناب میاں محمد انور و ڈاکٹر محمد شفیق صاحبان چٹاگانگ۔
• جناب احمد علاؤ الدین چٹاگانگ
• محترمہ محمودہ بیگم سعدی صاحبہ ،،
• جناب محمد اسحٰق صاحب قریشی ،،
• جناب سید سہیل احمد صاحب ڈپٹی ڈائریکٹر ڈھاکہ۔

بھارت

• جناب مولانا محمد سلیم صاحب کلکتہ
• جناب مولانا بشیر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ کلکتہ
• جناب میاں محمد حسین صاحب ،،
• جناب فضل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ پٹنہ
• جناب کمال الدین صاحب مدراس
• جناب محمد عبد اللہ صاحب بی۔ایس سی ایل ایل بی۔حیدر آباد۔
• جناب مولوی سراج الحق صاحب حیدر آباد دکن
• جناب صدیق امیر علی صاحب مالابار
• جناب میاں محمد عمر صاحب مجاب ہاؤس کلکتہ
• جناب میاں محمد بشیر صاحب بھاگل ،،
• جناب سیٹھ محمد الیاس صاحب حیدر آباد دکن
• جناب مولوی محمد شمس الدین صاحب کلکتہ
• جناب سیٹھ معین الدین صاحب چنتہ کنٹہ
• جناب بابو تاج دین صاحب سرینگر
• جناب سید بشیر الدین صاحب کلکتہ
• جناب سیٹھ محمد صدیق صاحب ،،
• جناب محمد مجید صاحب سولیجہ کانپور
• جناب محمد عبد الغنی صاحب چنتہ کنٹہ

لنڈن

• جناب چوہدری عبد الرحمٰن خان صاحب مولوی فاضل۔
• جناب خان بشیر احمد صاحب رفیق نائب امام مسجد لنڈن۔

دیگر ممالک

• جناب صالح الشبیبی النہدی صاحب سورابایا۔انڈونیشیا
• محترمہ امۃ النصیر صاحبہ اہلیہ مکرم صالح الشبیبی صاحب۔
• جناب چوہدری نذیر احمد صاحب ایم ایس سی کماسی۔غانا۔
• جناب مسٹر ناظم خان صاحب نجمدی مشرقی افریقہ
• جناب افتخار احمد صاحب ایاز بکوبہ
• جناب ایم۔اے ظفر صاحب ایم۔بی بی ایس ٹابورہ۔ٹانگانیکا۔
• جناب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب منیر روز ہل۔ماریشس حال ربوہ
• جناب چوہدری عبد الستار صاحب کویت
• جناب ایم۔اے ہاشمی صاحب ،،
• جناب سید عبد الرحمٰن صاحب امریکہ
• احمدیہ مسلم مشن نائجیریا
• جناب حکیم طاہر محمد صاحب سنگاپور
• جناب عبد الغفور رحمٰن بخش صاحب امریکہ
• جناب عبد العزیز رحمٰن بخش صاحب امریکہ
• جناب ایم۔ڈی ندیم صاحب نیروبی ایسٹ افریقہ۔
• جناب ڈاکٹر ایس۔اے لطیف صاحب عدن

(طابع و ناشر:- ابو العطاء جالندھری، مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقامِ اشاعت:- دفتر الفرقان ربوہ ضلع جھنگ)